Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مستورات کا مذہبی اور علمی رسالہ

مصباح ربوہ

مدیرہ
امتہ اللہ خورشید

زیر انتظام
لجنہ اماءاللہ مرکزیہ
ربوہ

نمبر ۸	بابت ماہ نبوت ۱۳۲۹ھ ہجری شمسی ۔ ماہ نومبر ۱۹۵۰ء	جلد ۲۲

فہرست مضامین

شذرات ۔ مدیرہ ۲
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۴
قادیان کی یاد (نظم) از محترم اکمل صاحب ۵
احادیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۶
معلومات ۔ مرسلہ محترمہ ام داؤد احمد صاحبہ ۷
فلسطین کی داستان الم
محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ ۹
گذارشات (نظم)
محترم مولوی مصلح الدین احمد صاحب ۲۱
میرے پیارے اباجی ۔ نصیرہ نزہت صاحبہ ۲۲
وقت دعا (نظم)
محترم ثاقب صاحب زیروی ۲۵
تاریخ اسلام کے ایمان افروز واقعات
سعیدہ بیگم صاحبہ ۲۷
ناصرات الاحمدیہ کی غرض وغایت
صدیقہ صاحبہ ۳۰
جھوٹ ۔ امتہ المجید صاحبہ ۳۱
نکات زریں
محمودہ صاحبہ ۳۲
حضرت ام طاہر احمد صاحبہ (نظم)
محترم فریض صاحب چغتائی ۳۳
یاد رفتگاں
آہ میری بھابی امتہ الرشید صاحبہ
شوکت ۳۶
بزم مصباح ۳۸
المائدہ ۔ مفید نسخے ۳۹
کشیدہ کاری
ایم صادقہ میر ۴۰
وصایا ۴۱

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

دو احمدی شہیدؓ

پچھلے دِنوں اوکاڑہ اور راولپنڈی میں چند دنوں کے وقفہ سے دو احمدی محض اس لئے شہید کر دیئے گئے۔ کہ وہ احمدی تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ الٰہی جماعتیں قربانیوں کے بعد ہی ترقی کرتی ہیں۔ اور ظلم و تشدّد کے اس قسم کے واقعات سے اُن کے قدم ڈگمگاتے نہیں بلکہ ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ کہتے ہوئے اپنا قدم آگے ہی بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس مقصد کو پا لیتی ہیں۔ جس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں مبعوث کیا تھا لیکن باوجود اس کے اس قسم کی فتنہ انگیز کارروائیوں کا سدِّباب کرنا حکومتِ وقت کا اولین فرض ہوتا ہے۔ اگر محض اختلاف عقیدہ کی بنا پر کسی کے خون سے ہاتھ رنگنا درست ہو۔ تو امان ہی اُٹھ جائے گا۔ موجودہ دَور میں پاکستان جن حالات سے دوچار ہے۔ اُن میں اس قسم کے واقعات کا ظہور اُس کی جڑ کو کھوکھلا کرنے کے مترادف ہے اس لئے ہم حکومتِ پاکستان سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ دو احمدی شہداء کے واقعات کی پُوری پُوری تحقیق کرائے۔ اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دے۔ نیز پاکستان کے دشمنوں کی جو سازشیں اس تہہ میں کام کر رہی ہیں۔ ان کی ٹوہ لگا کر آئندہ اس قسم کے واقعات کا دروازہ کلیتہً مسدود کر دے۔ تاکہ پاکستان اپنی ترقی کی منازل بغیر کسی اندرونی خلفشار کے طے کر سکے۔

اِفتراق مُناسب نہیں

گذشتہ ماہ پنجاب میں جناح مُسلم لیگ کے قیام کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس وقت ہمیں اس کے حسن و قبح کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی وقت کا تقاضا ہے۔ کہ اس قسم کے بحث مباحثہ میں دخل دیا جائے ہم نے دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ پاکستان کا دشمن اسے تباہ کرنے کے لئے جو حیلے استعمال کر رہا ہے۔ اس اعلان سے اس کے مقاصد کو تقویت پہنچے گی۔ یا ضرب کاری لگے گی۔ ہمارے خیال میں اس وقت اس قسم کا افتراق ملک کے لئے نقصان دِہ ہے۔ اور دشمن کے لئے باعثِ تقویت۔ دشمن ہر اس موقعہ کی تاک میں ہے۔ جس سے پاکستان کے شیرازہ کو منتشر کر سکے۔ کبھی پاکستان میں مذہبی منافرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو تقویت دیتا ہے۔ اور کبھی چھوٹی اقتصادی بدحالی کا رونا رویا جاتا ہے۔ کبھی سیاسی میدان میں لیپاڈگی کیجاتی ہے اور کبھی مہاجرین و انصار کے جھگڑے کو ہوا دی جاتی ہے۔ مقصد صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ پاکستان میں افتراق پیدا کر کے اپنے پڑاؤ کے لئے میدان صاف کیا جائے۔ اس وقت اس لیگ کے اعلان میں فائدہ کی بجائے نقصان کا زیادہ احتمال ہے۔

جلسہ سالانہ نمبر

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ خدا کے فضل کی متلاشی رُوحیں اس کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ہر طرح تیاری کر رہی ہوں گی۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بھی فیصلہ کیا ہے۔ کہ امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "مصباح" کا جلسہ سالانہ نمبر شائع کیا جائے۔ جس میں عورتوں کے متعلق بہترین دینی معاشرتی اور اصلاحی مضامین ہوں۔ عورت کے ہر پہلو کو روشن کر کے دکھایا گیا ہو۔ علاوہ ازیں مفید تصاویر بھی ہوں گی۔ انشاءاللہ۔ حجم اسی صفحات ہوگا۔ تمام بہنوں اور بھائیوں سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ عورتوں سے متعلق اپنی معلومات سے ہمیں ماہ دوراں کے آخر تک مستفید فرماویں۔ اس کے بعد جو مضامین پہنچیں گے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کتابت و طباعت کی مشکلات کے باعث طبع نہ ہو سکیں۔

ضروری اعلان

۱۔ تمام خریداران مصباح خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیا کریں۔ بغیر خریداری نمبر درج ہونے والی چٹھی پر غور نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ تمام وہ بھائی اور بہنیں جو اپنا چندہ رسالہ "مصباح" دفتر محاسب میں ارسال کریں۔ وہ براہ مہربانی دفتر مصباح میں ایک چٹھی بطور اطلاع تحریر کر دیا کریں۔ تاکہ ہم بروقت ان کے ارشاد کی تعمیل کر سکیں۔

ادارہ مصباح - ربوہ

۳۔ ہمیں رسالہ مصباح کے لئے ایجنٹوں کی فوری ضرورت ہے۔ لائل پور، سرگودھا، سیالکوٹ ملتان۔ کراچی۔ پشاور وغیرہ کے اصحاب توجہ فرمائیں۔ مصباح پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی جاتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ اجرت اشتہارات درج ذیل ہے۔

ٹائیٹل ..... بیرونی سات روپے نصف چار روپے، $\frac{1}{4}$ صفحہ دو روپیہ۔

ٹائیٹل اندرونی سالم صفحہ 6/ روپے، نصف چار روپے، $\frac{1}{4}$ صفحہ دو روپیہ

عام صفحات:۔ سالم صفحہ پانچ روپے نصف صفحہ تین روپیہ، $\frac{1}{4}$ صفحہ دو روپیہ

مینیجر رسالہ "مصباح"
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیشکردہ حضرت اُمّ داؤد احمد صاحب ربوہ

اسلام سے سچی مراد یہی ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کرے۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ یہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا۔ ہاں اس میں کلام نہیں۔ کہ انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ مجاہدات کرے۔ لیکن اس مقام کے حصول کا سچا ذریعہ دُعا ہے، انسان کمزور ہے۔ جب تک دعا سے قوت اور تائید نہیں پاتا۔ اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کر سکتا ..... خلق الانسان ضعیفًا..... پھر باوجود اس کی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعوے کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اس کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے دعا ایک زبردست طاقت ہے۔ جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دُعا اس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی ہے۔ جو اللہ تعالے سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے۔ اور اللہ تعالے سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔ ہاں نری دعا اللہ تعالے کا منشاء نہیں ہے۔ بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لاوے۔ اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشئے محض سمجھنا دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دُعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دُعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دُنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک محفوظ قلعہ میں ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے۔ اور اس پر کمزور بھی ہے۔ اور ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کی خیر ہرگز نہیں۔ ایک لمحہ میں موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا۔ اور اس کی ہڈی بھی نظر نہیں آئے گی۔

اس لئے یاد رکھو۔ کہ انسان کی بڑی سعادت اور اسکی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے۔ یہی دُعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

یہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔

(تقریروں کا مجموعہ تیسری تقریر ص ۴۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوموں کی تباہی کا سبب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں:-

"قوموں کی تباہی کے متعلق یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ قومیں اس قدر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے تباہ نہیں ہوتیں، جس قدر کہ اُن کمزوریوں کے ظاہر ہونیکے سبب سے جب تک ان کی کمزوریوں پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ باوجود کمزوریوں کی موجودگی کے وہ بڑھتی جاتی ہیں، کیونکہ لوگ ان سے مرعوب ہوتے ہیں۔ جب ان کی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ تو پھر باوجود پورا زور لگانے کے وہ گرنا شروع ہو جاتی ہیں۔ گویا کام اتنا کام نہیں آتا۔ جس قدر کہ نام۔"

تفسیر کبیر صفحہ ۶۱ جلد سوئم

اعلان

لجنہ اماء اللہ کا اگلا امتحان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۰ء بروز اتوار ہوگا امتحان کیلئے کتاب "ذکر الٰہی" اور قرآن مجید کا تیسرا پارہ مع ترجمہ مقرر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھکر منگوا سکتی ہیں۔ قیمت غالباً ۱/- ہوگی۔ براہ مہربانی اپنی لجنہ میں تحریک کرکے امتحان دینے والی بہنوں کی فہرست ارسال فرمادیں۔

قادیاں کی یاد

(محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

افسوس ہے بچھڑ گئے ہیں کارواں سے ہم
یعنی کہ دُور ہو گئے ہیں قادیاں سے ہم

وہ قادیاں کہ جس میں ہوئی بعثت مسیح!
موسوم کرتے تھے جسے دارالاماں سے ہم

وہ قادیاں کہ تازہ کلام خدائے پاک
سُنتے رہے ہیں جسمیں مسیح الزماں سے ہم

آدم کی طرح بے سروساماں نکال کر
لائے گئے ہیں قریۂ جنت نشاں سے ہم

اب مغفرت الٰہی طلب روز و شب کریں
پائیں جنانِ خلد۔ خدائے جہاں سے ہم

اب تو سہام لیل ہی کچھ کام دیں تو دیں
کیا کرسکیں گے توپ و تفنگ و سناں سے ہم

اکمل خدا سے لو جو لگاتے تو خوب تھا
تنگ آگئے ہیں جور و جفائے بتاں سے ہم

کتاب ملنے کا پتہ:- محمد یامین صاحب تاجر کتب۔ گورنمنٹ کوارٹر 38/B شاد باغ نزد تاج پورہ - لاہور۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منقول از "مقامات النساء"

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! ہمارے خیال میں موجودہ جہاد یعنی تلوار سے دفاعِ اسلام اس وقت سب سے افضل عمل ہے۔ کیا ہم عورتیں بھی یہ جہاد کریں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، نہیں تمہارا بہترین جہاد نیکی کے طریق پر حج ادا کرنا ہے۔

تشریح: عام حالات میں صحابیات کو عملی لڑائی میں حصہ لینے سے منع کیا گیا۔ لیکن جنگ کے دوسرے کام (مثلاً زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا ان کیلئے پانی فراہم کرنا وغیرہ) بجا لاتی تھیں۔ اور عورتوں کے لئے حج میں بہترین جہاد کا ثواب ہے۔

(بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم زندگی بھر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیویوں نے بھی اعتکاف کیا۔

تشریح: اعتکاف (مسجد میں ذکر الٰہی اور عبادت کے لئے ڈیرہ لگالینا) رمضان المبارک کی خاص عبادتوں میں سے ہے۔ مردوں کی طرح صحابی عورتیں بھی اس عبادت کو بجا لاتی تھیں۔

(بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام اندرون خانہ تشریف لائے۔ اس وقت میرے پاس ایک عورت تھی۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ کون ہیں؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ فلاں خاتون ہیں۔ اپنی لمبی نمازوں کا ذکر کر رہی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ خبردار! ہوشیار ہو کے رہو، اور اپنی طاقت کے مطابق عبادت اختیار کرو۔ یقیناً اللہ تعالےٰ اجر دینے سے نہیں اکتاتا جب تک کہ تم خود کثرتِ عبادت سے اُکتا نہ جاؤ۔ خدا کے نزدیک محبوب ترین عبادت وہ ہے جس پر عبادت گزار دوام اختیار کر سکے۔

تشریح: عبادت میں بھی میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور یہ خواہش ہرگز پسندیدہ نہیں۔ کہ ہماری لمبی لمبی نمازوں کا چرچا ہو۔ بعض اوقات حد سے زیادہ ریاضت جسمانی اور روحانی نقصان کا موجب ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلومات

حضرت اُم داؤد احمد صاحب نے تمام معلومات سے متعلق کچھ سوالات اشاعت کے لئے بھجوائے ہیں۔ آئندہ شمارہ میں ان کے جوابات شائع کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ کم از کم اس قدر معلومات سے بہرہ ور ہونا ہر احمدی بہن کا فرض ہے۔ ان سوالات وجوابات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ انشاءاللہ۔ (مدیرہ)

۱۔ قرآن مجید کا نزول کب اور کہاں شروع ہوا؟
۲۔ قرآن مجید کی کل سورتیں کتنی ہیں؟
۳۔ مغضوب علیہم اور الضالین سے کون مراد ہیں؟
۴۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری شادی کب اور کن کی صاحبزادی سے ہوئی؟
۵۔ چاند اور سورج گرہن کس سن میں ہوا؟
۶۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس سن میں ہوشیارپور میں خلوت نشینی اختیار کی؟
۷۔ صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟
۸۔ حدیث قدسی کسے کہتے ہیں؟
۹۔ کیا آپ کو شیعوں کی کسی حدیث کی کتاب کا علم ہے؟
۱۰۔ قرآن مجید کے بعد حدیث کی کیا ضرورت رہتی ہے؟ جب لکھا ہے "تفصیلاً لکل شیء"
۱۱۔ حدیث وسنت کا باہمی کیا تعلق ہے؟
۱۲۔ اگر کیچڑ ہو اور ڈر ہو کہ زمین پر بیٹھیں گے۔ تو کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ تو جنازے کی نماز کس طرح پڑھی جائے۔
۱۳۔ بیعت رضوان سے کیا مراد ہے؟
۱۴۔ فقہائے اربعہ کے نام بتاؤ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۵ ۔ مذاہب اربعہ کی بنیادی کتب کے اسماء؟

۱۶ ۔ قرآن اور حدیث کی موجودگی میں فقہ کی کیا ضرورت ہے؟

۱۷ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فقہ حنفیہ کے متعلق کن خیالات کا اظہار فرمایا ہے؟

۱۸ ۔ جہاد کی تعریف کیا ہے؟

۱۹ ۔ اس وقت تبلیغ کا سب سے اچھا ذریعہ کیا ہے؟

۲۰ ۔ زکوٰۃ کس مال پر اور کب واجب ہوتی ہے؟

۲۱ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کتنی عمر میں دعوٰے نبوّت کیا؟

۲۲ ۔ عشرہ مبشرہ کون تھے؟

۲۳ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے کتنی شادیاں کیں

۲۴ ۔ امہات المومنین کے نام لیجئے؟

۲۵ ۔ غارِ حرا اور ثور کے متعلق آپ کیا جانتی ہیں؟

۲۶ ۔ سب سے پہلی جنگ مسلمانوں نے کونسی کی؟

۲۷ ۔ وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر کیا الفاظ تھے؟

۲۸ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہاں دفن ہوئے؟

۲۹ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے غسل دیا؟

۳۰ ۔ حضرت حمزہ کا واقعۂ اسلام بیان کریں؟

۳۱ ۔ سنۂ ہجری کی بنیاد کس نے رکھی؟

۳۲ ۔ فاتح مصر کون تھے؟

۳۳ ۔ فاتح ایران کون تھے؟

۳۴ ۔ خالد بن ولید کو سپہ سالاری سے کیوں معزول کیا گیا؟

۳۵ ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کس نے شہید کیا؟

۳۶ ۔ کیا حضرت عائشہ رضؓ نے حضرت علی رضؓ کی بعیت کی تھی؟

۳۷ ۔ خارجی کون تھے؟

۳۸ ۔ براہین احمدیہ حصّہ اول کب شائع ہوئی؟

۳۹ ۔ جماعت احمدیہ میں مردوں میں سب سے پہلے کس نے بعیت کی؟

۴۰ ۔ جماعت احمدیہ کا نام جماعت احمدیہ کب اور کیوں رکھا گیا؟

۴۱ ۔ سلسلہ محمدیہ کے متعلق آپ کیا جانتی ہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فلسطین کی داستانِ الم

(از محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ اہلیہ سید محمود اللہ شاہ صاحب چنیوٹ)

فلسطین وہ علاقہ ہے۔ جو سب سے بڑے مذاہب کے پیروؤں کی دلچسپی کا مرکز ہے۔ یہاں ہی وہ پاک گھر ہے۔ جو برسوں اسلام کا بھی قبلہ رہا۔ اسی بابرکت جگہ میں خداوند کریم نے اپنے بندے اور نبی عیسٰے ابن مریم علیہ السلام کو یہود کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اور یہی یہودیوں کا مقدس مقام ہے۔ تورات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت سلیمان نے قدس شریف میں وہ عبادت گاہ بنائی جس کی بزرگی اور جس کا تقدس مسلمہ امر ہے۔ چنانچہ یہود، نصاریٰ اور مسلمان تینوں کے اعتقاد کے مطابق فلسطین مقدس ملک ہے۔ اس لئے اس علاقے کا علم اور اس کے بارے میں آگاہی ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔

فلسطین کے مغرب میں بحیرہ روم اور مشرق میں نجد کا ریگستان ہے۔ اس لئے شمال سے جنوب کو مصر اور حجاز کے لئے راستے یہاں سے گزرتے ہیں۔ اس کے مغرب میں ساحلی میدان ہے۔ جس کی آب و ہوا جغرافیائی اصطلاح میں، رومی آب و ہوا کہلاتی ہے۔ اس لئے موسم ہمیشہ خوشگوار رہتا ہے۔ اس کی پیداوار جَو گیہوں اور ہر قسم کے وہ پھل ہیں۔ جو رومی خطے میں ملتے ہیں۔ وسط میں پہاڑی علاقہ ہے۔ جہاں بارش بکثرت ہوتی ہے۔ اس کا بہت سا حصہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس حصے میں زیتون، انجیر اور انگور کی کاشت ہوتی ہے۔ فلسطین کے مشرق میں ایک وادی ہے جس میں نمکین پانی کی جھیل یعنی بحیرہ مردار ہے۔ یہ حصہ خشک ہے۔ اسمیں تھوڑی بہت گھاس ہوتی ہے۔

فلسطین کی آبادی کی کثیر تعداد عرب مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

یہ ملک جو دنیا کے نقشے میں بمشکل نظر آتا ہے ۶۳۶ء میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صرف ۴ برس بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانوں کا فلسطین پر قبضہ ہو گیا۔ اور اس کے عیسائی بادشاہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے اسی علیائیت کے مرکز کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ کر قسطنطنیہ چلے گئے۔ اس وقت سے لیکر جنگِ عظیم اوّل تک مسلمان اس خطۂ زمین کے حکمران رہے۔ سوائے چند سالوں کے جبکہ اہلِ یورپ نے پہلی صلیبی جنگ میں یروشلم کو فتح کیا تھا۔ ۱۵۱۷ء میں فلسطین ترکوں کے ہاتھ چلا گیا اور آخر تک مملکتِ عثمانیہ کا حصہ رہا۔

پہلی جنگِ عظیم میں ترکوں نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا تھا۔ دنیا جانتی ہے۔ کہ درۂ دانیال فوجی نقطۂ نگاہ سے کتنا اہم مقام ہے اسی کی وجہ سے ترکوں نے اپنے حریفوں کے تمام وہ بحری راستے بند کر دیئے تھے۔ جو مشرقی بحیرۂ روم سے نکلتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسی درۂ دانیال کے بل بوتے پر روس اور اتحادیوں کے درمیان تمام ذرائع آمد ورفت منقطع ہو چکے تھے۔ علاوہ ازیں سلطنت برطانیہ کی وہ عظیم الشان شاہراہ یعنی نہر سویز جو اس کو انگریزوں کے مشرقی مقبوضات سے ملاتی ہے۔ عملاً ایک طرح ترکوں کے ہی ہاتھ میں تھی۔ ان روکوں کو دور کرنے کے لئے برطانیہ کو ترکوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور برطانیہ نے جلد ہی محسوس کر لیا۔ کہ عربوں کی مدد کے بغیر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انگریزوں کی خوش قسمتی کہیئے۔ عربوں کے تعلقات پہلے ہی ترکوں سے کشیدہ تھے۔ روائتی غداری، حسد اور نفاق نے مملکتِ عثمانیہ کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رکھا تھا مغربی اقوام جو ہمیشہ کسی ایشیائی ملک کی اندرونی پھوٹ اور خلفشار سے فائدہ اُٹھانے کی تاک میں بیٹھی رہتی ہیں۔ اس موقعہ پر بھی غافل نہ تھیں۔ برطانیہ کی ابلیسی سیاست نے جلد بھانپ لیا۔ کہ عرب اپنے ترک حکمرانوں سے بیزار ہیں۔ اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھا کر ترکی کے حصے بخرے کرنا ان کے لئے چنداں مشکل نہ تھا۔ چنانچہ ان عرب ممالک کے امیروں کو جو اپنے ترک حاکموں سے بددل ہو رہے تھے۔ جھوٹی آزادی کے وعدے دے کر اپنے ساتھ ملا لینا برطانیہ کے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے حجاز کے شریف حسین کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر راضی کر لیا۔

غرضیکہ ۱۹۱۶ء میں عربوں نے حکومت برطانیہ کی شہ پر ترکوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ انگریزوں نے اپنی رسوائے عالم سیاست سے کام لیتے ہوئے تمام عرب ممالک کے ساتھ جو ترکوں کے زیرنگین تھے۔ جنگ کے بعد پوری آزادی دینے کا پکا وعدہ کیا۔ یہ وعدے ان خطوط میں مرقوم ہیں۔ جو برطانوی ایجنٹ سر میکموہن نے شریف حسین کو مصر سے لکھے تھے۔ اسی ضمن میں خاص طور پر میرے پیش نظر وہ خط ہے۔ جو اس شخص نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو لکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت برطانیہ نے صاف طور پر عربوں کی آزادی کو اسی صورت میں اور انہی حدود کے اندر تسلیم کر لیا تھا جس طرح شریف حسین نے تجویز کیا تھا۔ بلاشک فلسطین بھی انہی عرب ممالک میں شامل تھا۔ جن کو آزادی کا وعدہ دیا گیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربوں کے موقف یعنی "آزاد عرب فلسطین" کی بنیاد انگریزوں کے ان حتمی وعدوں کی بنا پر رکھی گئی ہے۔ جو انہوں نے میک موہن کی وساطت سے کئے تھے۔ علاوہ ازیں تاریخی اور جغرافیائی حالات بھی ان کے اس مطالبے کی تائید کرتے ہیں۔

جنگ عظیم اول کے تیسرے برس اتحادیوں کے حالات نہایت نازک صورت اختیار کر چکے تھے۔ روس کی طاقت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور جرمن اور ان کے حلیف فتح کے بالکل قریب نظر آتے تھے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ اتحادی ایسی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جس میں زر کثیر خرچ ہونے کے علاوہ شکست یقینی ہے۔ اپنے آپ کو تباہی سے بچانے کے لئے انہوں نے انتہائی کوشش کرنی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر ان کی نظر انتخاب سرمایہ دار قوم یہود پر پڑی۔ یہودی سرمایہ داروں نے فراخ دلی سے مالی امداد اس لئے بہم پہنچائی۔ کہ انہیں اس طرح مغربی اقوام کی خوشنودی حاصل کرنے میں اپنی آرزوؤں کے خواب کی تعبیر نظر آتی تھی۔ دوسرے معنوں میں ملک اسرائیل کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے برطانوی کابینہ کے ایک ممبر مسٹر بالفور نے یہودیوں کے مشہور لیڈر لارڈ روتھشچائلڈ کو لکھا۔ کہ شاہنشاہ معظم کی حکومت اس بات کی تائید میں ہے۔ کہ یہودیوں کے لئے ایک علیحدہ وطن فلسطین میں قائم کیا جائے۔ اور حکومت برطانیہ اس تجویز کو کامیاب کرنے کی بے حد کوشش کرے گی۔

تاہم فلسطین کی موجودہ غیر اسرائیلی اقوام کے مذہبی اور تمدنی حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔

اس اعلان سے جو بعد میں "بالفور معاہدہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ عالم یہود میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اسے وہ اسرائیلی حکومت کا چارٹر تصور کرنے لگ گئے۔ شریف حسین نے اس کی شدید مخالفت کی۔ اور اسے بدعہدی کے مترادف قرار دیا۔ برطانیہ نے جو اپنی دو رُخی پالیسی اور اپنے ذو معنی بیانات کے لئے بدنام ہے۔ سادہ دل عربوں کو یہ کہکر بہلا لیا کہ بالفور معاہدہ کی رو سے فلسطین کی عرب آبادی کے اقتصادی اور سیاسی حقوق محفوظ ہیں۔ جنگ ابھی زوروں پر تھی۔ اور اتحادیوں کو عربوں کی مدد کی اتنی ہی ضرورت تھی۔ جتنی کہ یہودیوں کے روپیہ کی۔

غرضیکہ انگریزوں نے اس وقت جبکہ ان کی حالت نہایت متزلزل اور دگرگوں تھی۔ دو متضاد اعلان کئے۔ جو ایک ہی ملک سے متعلق تھے لیکن ان اعلانوں کا اطلاق اُن دو قوموں پر ہوتا تھا۔ جن کا اتحاد اتنا ہی مشکل ہے۔ جتنا آگ اور پانی کا۔ جن کے مذہبی، اقتصادی، تمدنی اور سیاسی معاملات اور نظریات میں قطبین کا بُعد ہے۔ برطانیہ کے ارباب اقتدار کے مدنظر صرف اپنے مقاصد و اغراض تھے۔ جنہیں وہ ہر ممکن طریق سے کامیاب بنانے پر تلے ہوئے تھے۔

جنگ عظیم کے اختتام پر برطانیہ نے محسوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا۔ کہ فلسطین اس کے لئے نہایت اہم دفاعی
اور سیاسی حیثیت رکھتا ہے اور قلمرو برطانیہ
کے قیام و تحفظ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ نہر سویز پر تسلط
اور قبضہ انگلستان کا ہو۔ نہ صرف یہ کہ فلسطین
انگلستان اور آسٹریلیا کے مابین ہوائی راستے کا
اڈا بھی ہے اور سب سے اہم بات جو برطانیہ کو
فلسطین اپنے قبضے میں رکھنے پر ترغیب و تحریص
دے رہی تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ عراق کے مٹی کے
تیل کے نل فلسطین کی مشہور بندرگاہ حیفہ میں آ کر
ختم ہوتے ہیں۔ اور یہی بندرگاہ مشرقی بحیرہ روم*
میں اپنی بحری طاقت مضبوط بنانا چاہتا تھا۔
تاکہ وہ ترکی اور روس کے تمام بحری راستوں
کی ناکہ بندی کر سکے۔ اس لئے اگر فلسطین پر
برطانوی تسلط ہو۔ تو لازماً حیفہ میں ایک برطانوی
جنگی بیڑہ رکھا جا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے
برطانیہ نے صلح کانفرنس میں یہودیوں اور عربوں
سے جو معاہدے کئے تھے۔ انہیں اس ہوشیاری
سے زیر غور رکھا تھا۔ کہ تمام شرائط جو انگلستان
کے لئے فائدہ مند تھیں۔ دونوں قوموں سے آسانی
سے منوا لی گئیں۔

صلح کانفرنس جو ورسائی میں ہوئی تھی۔
اس میں عربوں کے وفد کی قیادت شریف حسین
والئے حجاز کا فرزند امیر فیصل کر رہا تھا۔ انگریزوں
نے اسے بھی اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ مجوزہ
آزاد عرب ریاستوں سے فلسطین کو علیحدہ کر دیا
جائے۔ امیر فیصل کو یہودی لیڈر ڈاکٹر وائزمین
سے گفت و شنید کرنے کا مشورہ بھی دیا گیا۔
اور اس طرح فلسطین کو آزاد عرب ممالک سے
خارج کرنے پر رضامند کر لیا گیا۔ شرط صرف
یہ تھی۔ کہ باقی ماندہ عرب ممالک کو آزادی دے
دی جائے۔ اس سیاسی جوڑ توڑ میں برطانیہ کو
خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔

جنگ ختم ہوئی۔ تو فلسطین کے سوا
باقی عرب ممالک کو نام نہاد آزادی دے دی
گئی۔ شریف حسین کو ترکی سے غداری کے
صلے میں حجاز کا بادشاہ بنا دیا گیا۔ اس کا ایک
بیٹا امیر فیصل عراق کا بادشاہ بن گیا۔
دوسرے بیٹے عبداللہ کو شرق اردن کی حکومت
مل گئی۔ شام کا علاقہ فرانس کے انتداب میں
دے دیا گیا۔ ظاہر ہے۔ کہ اس سیاسی چال کے
ذریعہ عرب کے ایک معتدبہ حصے کو آزادی سے
محروم کر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۲ء میں عہد نامہ لوزان کی رو سے
مجلس اقوام نے فلسطین کا انتظام حکومت برطانیہ کو
سونپ دیا۔ اس طرح اس علاقہ میں برطانوی
انتداب کا آغاز ہوا

انگریز روس کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے
خطرے کو محسوس کر رہے تھے۔ اس لئے وہ دنیا
کی سرمایہ دار قوم یہود کے تعاون کے آرزومند
تھے۔ چنانچہ یہ انتداب بالفور معاہدے کے نقوش
پر ہوا۔ جس میں اسرائیل کو فلسطین میں وطن دینے

* مشرقی بحیرہ روم کی ان بہترین بندرگاہوں میں سے ایک تھی۔ جہاں جنگی بیڑہ رہتا تھا۔ برطانیہ
اور برطانوی شہنشاہیت کو برقرار رکھنے کر رہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے متعلق وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن عربوں کی آزاد و خود مختار حکومت کا کہیں بھی اشارۃً یا کنایۃً ذکر نہ تھا۔ جس کے ان کو سبز باغ دکھائے گئے تھے۔ نہ ہی ان کی سیاسی اور اقتصادی آزادی کے تحفظ کے متعلق ایک لفظ لکھا گیا تھا۔ درآنحالیکہ فلسطین کی اس وقت کی آبادی عربوں پر مشتمل تھی۔ جس میں ممتاز اکثریت مسلمانوں کی تھی۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۲۰ و ۲۵ برس تک ملک فلسطین۔ عرب یہود اور انگریزوں کے ہوسِ اقتدار کی آماجگاہ بنا رہا۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ جنگِ عظیم کے ختم ہوتے ہی ملک میں امن واماں ہو گیا تھا۔ اور اس وجہ سے برطانوی انتداب کے آغاز میں اہل فلسطین پر سیاسی جمود سا طاری رہا۔ جس سے وہ بیدار اس وقت ہوئے۔ جبکہ یہود کے گروہ کے گروہ ان کے ملک میں آ کر آباد ہونے لگے۔ تا فلسطین کو اپنا وطن بنا سکیں۔ اسرائیل کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے عرب خوابیدہ کو بیدار کر دیا اس نے کروٹ لی۔ اور اپنے آپ کو منظم کرنے کی تجاویز سوچنے لگا۔ کہ یہی تنظیم بچاؤ کی ایک واحد صورت تھی۔

۱۹۲۲ء میں یہود کی آبادی صرف ۵۵ ہزار تھی لیکن بائیس برس بعد ان کی آبادی ۶ لاکھ تک پہنچ گئی۔ باہر سے آ کر آباد ہونے والے یہود کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ان کی آبادی میں سرعت سے اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ برطانیہ کا دستِ شفقت ان کی پشت پر تھا۔ انگریز بالفور معاہدہ کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ اور باہر کے آنے والے یہود کی بڑھتی ہوئی آبادی کے جواز میں انگریز یہ اصول بھی بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ملک کی اقتصادی حالت اس بات کی مقتضی ہے کہ باہر سے آنے والے یہاں آ کر بس جائیں۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی دولت کی وجہ سے اس ملک کی فارغ البالی میں اضافہ کریں گے۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دولت کے زور پر یہود نے فلسطین کی بہترین اور زرخیز زمین اور املاک پر قبضہ کر لیا۔

اگر ہم یورپ کی گذشتہ چند سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں تو پتہ لگتا ہے۔ کہ یہود کا ورودِ فلسطین یورپ کے بعض اہم واقعات کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً ۱۹۲۵ء میں اکتیس ہزار یہود کا سرزمین فلسطین میں یکبارگی داخل ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جنگ اول کے ہولناک نتائج سارے یورپ پر اثر پذیر ہو رہے تھے۔ مفتوح ممالک غریبوں کا خون چوسنے والی جونکوں کو بنظر حقارت دیکھتے تھے۔ کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ اتحادیوں کی کامیابی کا سبب یقیناً یہی سرمایہ دار یہود تھے

دوسرا دور یہود کی فلسطین میں آمد کا اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جب ہٹلر نے اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی منظم مہم شروع کی۔ تاکہ جرمنی کی سرزمین اس قوم کے وجود سے پاک ہو جائے۔ جرمن یہود کو فی الحقیقت اپنی قوم کی تباہی کا باعثِ اول سمجھتے تھے چنانچہ ۱۹۳۵ء میں ۶۳ ہزار یہودی فلسطین کے چھوٹے سے ملک میں آن وارد ہوئے۔

اہل فلسطین کو یہود کا اس طرح جوق در جوق آنا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ وہ روزِ اول سے ہی انتداب کے خلاف تھے۔ کیونکہ انہیں تو آزادی کے حسین خواب دکھائے گئے تھے۔ دیگر عرب ممالک آزادی حاصل کر رہے تھے۔ آخر کیا وجہ تھی۔ کہ فلسطینی عرب اپنے ملک کے حاکم نہ بنیں؟ جس وقت فلسطین کا نظم ونسق برطانیہ کو سونپا گیا تھا۔ اس وقت عرب آبادی ۹۳ فیصدی تھی۔ عرب حیران ہو کر پوچھتے تھے۔ کہ جنگ عظیم اس مقصد کے لئے نہیں لڑی گئی تھی۔ کہ آزاد ملکوں کی آزادی کو برقرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ رکھا جائے ۔ اور ممالک محروسہ کو غیر ملکی حکمرانوں کے چنگل سے آزاد کیا جائے ۔ بہر حال یہی ایک مقصد تھا ۔ جسکا ڈھنڈورا خوب پیٹا گیا تھا ۔ اور سادہ لوح عربوں کو آزادی کے طمعے کی چاٹ دے کر ترکوں سے توڑا گیا تھا ۔ عرب یہ کہنے میں حق بجانب تھے ۔ کہ انتداب کا مقصد ان کو بتدریج مکمل آزادی کی طرف لے جانا ہے ۔ نہ کہ غیر قوم کا آباد کرنا اور عربوں کے مفاد کے خلاف اس غیر قوم کی حمایت کرنا عرب یہ سمجھ گئے تھے ۔ کہ انگلستان کی سیاسی چال انکی ۹۰ فیصدی کی غیر مبہم اکثریت کو حقیر اقلیت میں تبدیل کرنا چاہتی ہے ۔ اگر فلسطین عربوں کا ملک ہے ۔ تو یہود کا داخلہ یقیناً بند ہونا چاہیئے ۔ اور اگر یہ ناممکن ہے ۔ تو کم از کم اس داخلے پر بندش لگا دینی چاہیئے ۔ اور جب تک ان کے ملک میں خود مختار حکومت قائم نہیں ہوتی میکموہن معاہدہ کی رو سے عربوں کے اقتصادی ، سیاسی اور تمدنی حقوق محفوظ کئے جائیں ۔ اور یہودیوں کے لئے ملکیت اراضی کے بارے میں نہایت سخت قوانین مرتب کئے جائیں ۔

غرض اہل یہود کی آمد نے ہی عربوں کو خواب غفلت سے جگایا ۔ اور یہود کے اس خلاف قانون اور بے روک ٹوک داخلے نے عربوں میں سیاسی بیداری پیدا کر دی ۔ لیکن افسوس عربوں کے مطالبات کو کسی نے درخور اعتنا نہ سمجھا ۔ لازمی نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ ملک میں بدامنی پھیل گئی ۔ عرب لوگ یہود اور برطانیہ کے رویے سے پیچ و تاب کھا رہے تھے ۔ رنج و غم کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی ۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۹ء میں فلسطین میں چاروں طرف فساد کی آگ بھڑک اٹھی ان حالات پر قابو پانے کے لیے شا کمیشن کا تقرر عمل میں آیا ۔ اس کمیشن نے یہ تجویز پیش کی ۔ کہ یہود کو فلسطین میں آزادانہ داخل ہونے کی اجازت دینے سے قبل یہ معلوم کیا جائے ۔ کہ آیا اس ملک میں باہر سے آنے والوں کی کھپت ہو سکتی ہے ۔ کیا وہ یہاں آسانی سے سما سکتے ہیں ۔ چنانچہ نو آبادیات کے ماہر سر جان ہوپ سمپسن نے اعلان کیا ۔ کہ یہود اتنی تعداد میں ہرگز نہیں سما سکتے ۔ اگر یہود کا داخلہ اسی طرح جاری رہا ۔ اور اس پر بندش عائد نہ کیگئی ۔ تو نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ عربوں کو شہر بدر اور زمینوں سے بے دخل ہونا پڑے گا ۔

ان تجاویز پر عمل نہ کیا گیا ۔ کیونکہ برطانیہ کی سب سے بڑی مشکل یہ تھی ۔ کہ وہ یہود کو کسی صورت ناراض کرنا نہ چاہتا تھا ۔ اور دوسری طرف عربوں کو بھی خوش رکھنا چاہتا تھا ۔ تاکہ مشرق وسطیٰ کے نہایت اہم فوجی علاقے میں اپنے قدم جمائے رکھے ۔ برطانیہ اچھی طرح سمجھتا تھا ۔ کہ اگر عرب رائے عامہ اس سے بیزار ہوئی تو وہ روسی جمہوریتوں کو ترجیح دے گی ۔ اور مشرق وسطیٰ کی جغرافیائی پوزیشن اور دیگر فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے برطانیہ اس ملک کو روس یا جرمن کے زیر اثر دیکھنا ہرگز برداشت نہ کر سکتا تھا ۔ اسلئے وقتاً فوقتاً عربوں کو خوش کرنے کی کوشش کی جاتی ۔

1935ء میں انہیں مجلس قانون ساز کے قیام کا وعدہ دیا گیا ۔ لیکن یہ سکیم بھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچی کیونکہ یہود نے اسکی شدید مخالفت کی ۔ اسی سال یہود کی آمد کے بے پناہ سیلاب سے عربوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ۔ اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے پھر اپنے آپ کو پوری طرح منظم کیا ۔ اور تمام عربوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو سختی سے منع کیا۔ کہ اپنی زمینیں یہود کے ہاتھ نہ بیچیں ملک میں چاروں طرف فساد شروع ہو گئے۔ جو 1938ء میں انتہا تک پہنچ گئے۔ فلسطین کے کونے کونے سے یہود کے خلاف زہر اگلا جانے لگا۔ لوٹ مار۔ چھرا گھونپنا۔ آگ لگانا معمول ہو گیا۔ عربوں کے غم و غصہ اور مخالفت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان فسادات میں عرب سرکاری ملازموں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عرب جو اب منظم تھے۔ کئی قسم کی قرارداد بھی یہود کے خلاف پاس کیا کرتے تھے۔ خصوصاً زمینوں کی خرید و فروخت کے متعلق سخت احکام بنائے گئے۔ اور انہیں متنبہ کیا گیا۔ کہ اس شخص سے بائیکاٹ کیا جائیگا۔ جو اپنی زمین یہود کو فروخت کریگا یہود زر کثیر صرف کر کے زمین پر قبضہ جما لیتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ ملکیت اراضی ہی قومی وطن حاصل کرنے میں ممد ہو سکتی ہے۔

دوسری طرف یہود عربوں کی مخالفت سے بے نیاز ہو کر ہزاروں کی تعداد میں ظاہرا اور چوری چھپے داخل ہو رہے تھے۔ جرمنی میں ان پر انتہائی مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ طرح طرح کی ایذائیں انہیں دی جا رہی تھیں۔ اور بالآخر جلاوطن کئے جاتے تھے۔ برطانیہ نے فلسطین میں ان کے لئے دامن عافیت پھیلایا تھا۔ وہ بے روک ٹوک یورپ سے نکلتے ہی فلسطین کا رُخ کرتے۔

یہ فسادات اور بغاوت تین برس تک جاری رہے یہاں تک کہ ۱۹۳۹ء نے دنیا کے تمام بڑی اقوام کو جنگ کے مہیب غار میں دھکیل دیا۔

دو نو جنگوں کے درمیانی عرصہ میں مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کی کئی بار کوشش کی گئی۔ کیونکہ یہ مسئلہ سیاست حاضرہ میں نہایت اہم حیثیت رکھتا تھا۔ کئی ایک کمیشن مقرر کئے گئے تاکہ وہ برطانیہ اور فلسطین کی مشکلات کا موزوں حل تلاش کر سکیں۔

1936ء میں ایک شاہی کمیشن مقرر کیا گیا۔ اسکی رپورٹ جولائی 1937ء میں چھپی۔ اس کمیشن نے فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی سفارش کی۔

(الف) ایک حصہ خصوصاً ساحلی علاقہ یہود کو دیا جائے جہاں وہ اپنی حکومت قائم کریں۔

(ب) دوسرا حصہ جو زیادہ تر پہاڑی ہے۔ اور شرق اردن کے ساتھ ملتا ہے۔ عربوں کو دیا جائے وہاں وہ اپنی خود مختار سلطنت قائم کریں۔

(ج) یروشلم اور بیت اللحم مع اس تنگ رستے کے جو بندرگاہ یافہ تک پہنچتا ہے۔ انتداب کے زیر اثر رہے۔

عرب اور یہود نے ان سفارشات کی شدید مخالفت کی۔ اول اس وجہ سے کہ عرب سرے سے تقسیم کے ہی مخالف تھے۔ دوسرے اس وجہ سے وہ ان سفارشات سے نالاں تھے۔ کہ انہیں "لنگڑا" فلسطین ملتا تھا۔ اور وہ چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔

یہود نے بھی اس تقسیم کو بنظر تحقیر دیکھا کیونکہ انہیں "قومی وطن" بغیر یروشلم دیا جا رہا تھا۔ غرضیکہ دونوں قوموں نے رائل کمشن کی سفارشات کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس امر کی اطلاع ارباب اقتدار کو 1938ء میں دے دی گئی۔

عرب اور یہود کے نظریوں میں راہ مفاہمت ڈھونڈنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے لندن میں ایک گول میز کانفرنس 1939ء کے آغاز میں بلائی گئی۔ لیکن یہ بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ برطانیہ نے چند تجاویز قرطاس ابیض (White Paper) کی صورت میں چھپوائیں۔ لیکن یہ تمام مصالحت کی کوششیں دھری رہ گئیں۔ کیونکہ اسی ریس دوسری عالمگیر جنگ چھڑ گئی۔ دورانِ جنگ میں مسئلہ فلسطین کو بالکل نہ چھیڑا گیا۔

1945ء میں جب جنگ کے خوفناک بادل چھٹ گئے۔ تو اس ملک میں پھر وہی چپقلش شروع ہو گئی۔ ان گنت یہود بے گھر ہو چکے تھے۔ ان کی نظریں فلسطین کی طرف لگی ہوئی تھیں یہود کا فلسطین میں جاکر آباد ہونا پھر سے بین الاقوامی سوال بن گیا۔ عرب کسی صورت میں مزید یہودیوں کو داخل کرنے پر رضامند نہ تھے۔ مفاد پرست مغربی ممالک کے ارادے آشکار ہونے لگے۔ اہلِ فلسطین نے ہر ممکن طریق سے یہود کی آمد روکنے کا تہیہ کر لیا۔

ادھر اسرائیلی بھی منظم تیاری کئے بیٹھے تھے۔ چنانچہ ملک میں سخت ابتری پھیل گئی۔ جگہ جگہ فساد ہونے لگے۔ آئے دن بم پھینکے جاتے تھے۔ ملک سے امن و اماں اٹھ گیا برطانیہ نے جو ہمیشہ دو قوموں کو لڑا کر حکومت کرنے میں مشہور ہے۔ اپنی ناکامی کو محسوس کرتے ہوئے امریکہ کو دعوت دی۔ کہ اس مسئلہ کو سلجھانے میں اس کی مدد کرے امریکہ نے یہ دعوت منظور کر لی۔ کیونکہ امریکن یہودی اپنی گورنمنٹ پر دباؤ ڈال رہے تھے۔ کہ وہ یہودیوں کو فلسطین میں قومی وطن بنانے میں ہر ممکن مدد دے۔ اور اس ملک کی بندرگاہیں ان کے لئے کھول دے۔ امریکہ یہودیوں کے زیرِ احسان ہونے کی وجہ سے ان کا بہت

خیر خواہ ہے۔ چنانچہ فلسطین کے معاملے میں اس نے برطانیہ سے بھی زیادہ انصاف دشمنی کا ثبوت دیا۔ سب سے پہلا کام دونوں حکومتوں نے یہ کیا۔ کہ ایک اینگلو امریکن کمشن مقرر کیا گیا۔ اس کمشن نے سفارش کی۔ کہ ایک لاکھ خانماں برباد یہود کو فوراً فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ اور دنیا کے بڑے ممالک کو چاہیئے کہ باقی ماندہ ان جیسے یہودیوں کے لئے جلد از جلد جائے رہائش مہیا کریں۔ اس کمشن نے تقسیم فلسطین کی مخالفت کی۔ لیکن یہ تجویز کی۔ کہ عربوں اور یہودیوں کو فلسطین کی حکومت میں برابر کا حصہ دار بنا دیا جائے۔ لیکن ساتھ ہی انگریزی اقتدار کو قائم رکھنے کی سفارش بھی کی۔

یہود اور عربوں نے ان تجاویز کو ٹھکرا دیا۔ اور دونوں قوموں میں پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس لڑائی میں یہود اپنے ذلیل حرکتوں کی وجہ سے بہت بدنام ہوئے۔

بالآخر برطانیہ نے اپنی خود ساختہ اور پیدا کردہ الجھنوں سے گھبرا کر اور ان کا کامیاب حل نہ پا کر تمام معاملہ یو۔ این۔ او میں پیش کر دیا۔ فلسطین کے عقدہ کو حل کرنے کیلئے مجلسِ اقوام متحدہ نے اپنا ایک خاص اجلاس بلایا۔ اور فلسطین سے متعلق حقائق معلوم کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔ اقوام متحدہ کا جھکاؤ اور میلان سو فیصدی یہود کی طرف تھا۔ جس کا ایک ثبوت تو یہ ہے۔ کہ عرب نمائندوں کی تجویز۔ کہ ایجنڈا میں برطانوی انتداب کا اختتام اور فلسطین کی آزادی بھی شامل کی جائے۔ ٹھکرا دی گئی۔ یو۔ این۔ او کی سیاسی کمیٹی کے ممبروں کی اکثریت بھی برطانیہ اور امریکہ کے زیر اثر تھی۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء میں مجلسِ اقوام متحدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی جنرل اسمبلی میں کثرت رائے سے تقسیم فلسطین منظور کر لی گئی اس اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب اطال اللہ عمرہٗ نے کی۔ انہوں نے تقسیم فلسطین کے خلاف وہ معرکۃ الآرا تقاریر کیں۔ کہ نہ صرف بلاد عربیہ بلکہ تمام مہذب ممالک عش عش کر اٹھے۔

چوہدری صاحب نے فلسطین کا قضیہ اس خوش اسلوبی اور خداداد قابلیت سے پیش کیا۔ کہ دشمن بھی ان کے دلائل کی صحت کا لوہا مان گئے۔ اور دنیائے اسلام میں آپ کی ان تقریروں اور ان بیانات نے پاکستان کی عزت کو چار چاند لگا دیئے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں انگریزوں کا رویہ نہایت غیر منصفانہ رہا۔ انہوں نے عربوں کو بڑے بڑے سبز باغ دکھائے تھے۔ اور اپنی مطلب براری کے لئے ان سے بہت وعدے کئے تھے۔ لیکن جب ان وعدوں کے پورا کرنا کا وقت آیا۔ تو انہوں نے آنکھیں پھیر لیں۔ اور عربوں سے پے درپے بدعہدی کی۔ جب جنرل اسمبلی میں رائے شماری کا وقت آیا۔ تو برطانیہ کے نمائندے کمال عیاری سے کام لیتے ہوئے غیر جانبدار رہے۔

فلسطین کو یہود اور عرب خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ دونوں ریاستیں جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے دو بڑے قطعوں پر مشتمل نہیں ہیں۔ بلکہ فلسطین کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسمبلی نے قرار دیا۔ کہ تین حصوں پر عربوں کی حکومت ہو۔ اور تین حصے اسرائیلیوں کا وطن بنے۔ فلسطین کے بہترین اور زرخیز علاقے یہود کو دیئے گئے۔ اور ساحلی میدان جو ان کے حصے میں آیا۔ بہت وسیع ہے۔ اس کے برعکس عرب جن کا اس ملک پر پیدائشی حق ہے۔ ملک کے وسطی حصے کے مالک بنائے گئے۔ اور جیسا کہ اس مضمون کی تمہید میں بیان کیا جا چکا ہے۔ مشرقی حصہ خشک اور بنجر ہے۔ عربوں کو ساحلی علاقہ بھی بہت کم دیا گیا۔

تقسیم کرتے وقت آبادی کا لحاظ بھی عجیب طرح رکھا گیا۔ مملکت اسرائیل میں جہاں ساڑھے پانچ لاکھ یہود ہیں وہاں پانچ لاکھ عربوں کی آبادی موجود ہے۔

یو۔ این۔ او کی دوسری تجویز یہ تھی۔ کہ بولیویا۔ چیکوسلواکیا۔ ڈنمارک۔ پانامہ اور فلپائن کے نمائندوں پر مشتمل کمشن جون ۱۹۴۸ء میں فلسطین کا نظم و نسق سنبھال لے۔ جب انگریز اس ملک کو خیرباد کہہ جائیں۔

تقسیم فلسطین کی تجویز سے تمام اسلامی ممالک کو شدید صدمہ ہوا۔ یہ خبر ان کے لئے سوہانِ جان بن گئی۔ عربوں کے غم و غصہ کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ ہر ممکن طریق سے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے نہ دیا جائے اگرچہ ان کے آپس میں اختلافات تھے۔ لیکن تقسیم فلسطین سب کے لئے یکساں ضرر رساں تھی۔ خطرے کا احساس ان کو ایک دوسرے کے قریب لے آیا۔

یہودیوں کو وطن دلوانے کے لئے برطانیہ اور امریکہ نے جس بددیانتی اور سیاسی عیاری سے کام لیا۔ اسکی مثال تاریخ عالم پیش نہیں کر سکتی۔ اسی ابلیسی سیاست کا مقابلہ کرنے کے لئے عرب لیگ معرض وجود میں آئی مفتی اعظم امین الحسینی اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عزام پاشا نے یہودیوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹۴۸ء میں برطانوی انتداب کا خاتمہ ہوا۔ اور اسی برس ماہ اپریل میں مملکت اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ یہود کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ کیونکہ ان کا ۲ ہزار برس کا خواب شرمندہ تعبیر ہو رہا تھا۔

لیکن اس کے نتیجہ میں عرب لیگ نے جنگ کی تیاری زور شور سے شروع کر دی۔ کیونکہ وہ اپنے ملک فلسطین کو اس طرح بے رحمی سے برباد ہوتے ہوئے دیکھ نہ سکتے تھے۔ تاریخ عرب میں پہلی مرتبہ عرب ممالک کسی ایک مسئلہ پر متحد ہوئے چنانچہ انگریزوں کے جاتے ہی یہود و عرب میں لڑائی چھڑ گئی شرق اردن کے شاہ عبداللہ بھی جو انگریزوں کے پٹھو کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس جنگ میں مصر کے شانہ بشانہ رہے۔ عربوں کے اس اتحاد کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عرب اس بے جگری سے لڑے۔ کہ جلد ہی یروشلم کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ لیکن یہود جو عرصہ دراز سے پوشیدہ طور پر اپنے آپ کو ہر جہت سے پہلے ہی مسلح کر چکے تھے۔ اور جن کو یورپ سے سامانِ جنگ بافراط پہنچ رہا تھا۔ اس جنگ کے لئے ہر طرح تیار تھے۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کے حلیفوں نے سب سے پہلے عربوں کے اس اتحاد کو کامیابی کے ساتھ تار تار کیا۔ انکی پرانی باہمی حسد اور رقابت کی آگ کو ہوا دی اور دوسری طرف اپنے جنگی سامان اور اپنی منظم فوجوں کے بل بوتے پر نہ صرف اپنے آپ کو جلد سنبھال لیا۔ بلکہ عرب فلسطین کے بہت سے علاقے پر بھی قابض ہو گئے یہود نے ان لاکھوں عربوں کو جو انکی مملکت میں آباد تھے نکال باہر کیا۔ یہ مفلوک الحال عرب ہمسایہ عرب ممالک میں مصیبت کے دن گذار رہے ہیں۔ اور چودھری محمد ظفراللہ خاں صاحب کی شہادت کے مطابق ان مہاجرین کی حالت مشرقی پنجاب اور بھارت سے آنے والے مہاجرین کی حالت سے بدرجہا خراب اور خستہ ہے۔

جب عرب اچھی طرح پٹ چکے۔ اور انکی فوجیں تتر بتر ہو چکیں۔ تو یو۔ این۔ او۔ ایک مرتبہ پھر بیچ بچاؤ کرنے کے لئے آن موجود ہوا۔ انہوں نے اپنی حفاظتی کونسل کی زیر نگرانی ایک مصالحتی کمشن مقرر کیا۔ مشہور ثالث "برناڈوٹ" نے انتہائی کوشش کی۔ کہ عرب اور یہود میں صلح ہو جائے۔ اور اسی کارِ خیر میں یہود کے ہاتھ اس نے جان گنوائی۔

اس کے بعد "رالف بنچ" کو ثالثی کا کام سپرد کیا گیا ان کی ان تھک کوششیں کامیابی کی صورت میں ظاہر ہوئیں اور عارضی صلح پر یہود اور عرب لیگ کے نمائندوں نے دستخط کر دیئے۔

اگرچہ جنگ ختم ہو گئی۔ لیکن فلسطین کی الجھنوں نے اور بھی پیچیدہ صورت اختیار کر لی۔

(الف) فلسطین کے ایک حصے پر یہود زبردستی قابض ہو گئے۔ اور اسے مملکت اسرائیل کا نام دے دیا مملکت اسرائیل ایک تلخ حقیقت بن چکی ہے عرب اسے ایک ناسور سمجھتے ہیں۔ جو ان کی ریاستوں کے درمیان رستا رہے گا۔ اسلامی ممالک نے بجز ترکی اسے تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

(ب) دوسرا پیچیدہ مسئلہ لاکھوں عرب مہاجرین کی آبادکاری کا ہے۔

(ج) تیسرا مسئلہ بیت المقدس کے نظم و نسق کا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیا شہر یہود کے قبضہ میں ہے۔ اور پرانی بستی شاہ عبد اللہ کے تصرف میں ہے۔

(د) چوتھا مسئلہ یہ ہے۔ کہ مملکت اسرائیل اور اس کی ہمسایہ عرب ریاستوں کے درمیان مستقل امن کا قیام عمل میں آئے۔

ان مسائل کا بہترین حل تلاش کرنے کیلئے عارضی حکومت جسکو کہ "حکومت کل فلسطین" کا نام دیا گیا ہے معرض وجود میں آئی۔ اس کے صدر اعظم سید احمد حلمی پاشا قاہرہ میں رہ کر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔ اس عارضی حکومت کے سربراہ مجاہد کبیر الحاج مفتی امین الحسینی ہیں۔ لیکن عبد اللہ والئی اردن ان کی تمام مساعی پر پانی پھیر رہا تھا۔ اور امریکہ اور انگلستان کے اشارے پر چل کر ایسا طریق اختیار کر رہا تھا۔ جس سے عربوں کے مفاد پر ضرب کاری لگ رہی تھی۔ چنانچہ اسی سال اپریل کے آخر میں عبد اللہ نے عرب فلسطین کا اپنے ملک کے ساتھ باقاعدہ الحاق کا اعلان کر دیا۔ حکومت برطانیہ نے بھی اسکی پیٹھ ٹھونکی۔ اور اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی۔

شاہ عبد اللہ کے اس اقدام نے عرب ممالک کی یکجہتی کو ہی برباد نہیں کیا۔ بلکہ فلسطین کو بھی دنیا کے نقشے سے محو کر دیا تھا۔ فلسطین کا ایک حصہ یہود کے قبضہ میں ہے۔ جسے وہ مملکت اسرائیل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ باقی ماندہ حصہ فلسطین کو شاہ عبد اللہ نے ہتھیا لیا ہے اور اسے شرق اردن میں مدغم کر لیا ہے۔

فلسطین کی المیہ تاریخ کا باب ابھی ختم نہیں ہوا۔ عنقریب یہ خبر بھی آیا چاہتی ہے۔ کہ شرق اردن کا عبد اللہ اپنے تعلقات تمام عرب ریاستوں سے منقطع کر کے مملکت اسرائیل کے ساتھ رشتۂ اتحاد و وداد قائم کر لے گا۔

اور اس طرح امریکہ اور انگلستان کا تسلط ایک رنگ میں پہلے سے بھی زیادہ مشرق وسطیٰ پر قائم ہو جائے گا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(بقیہ فلسطین پر مضمون)

(بقیہ صفحہ ۲۴) وصایا

نمبر ۱۲۰۸۴ ۔ میں رضیہ بیگم زوجہ ملک محمد الدین صاحب خادم عمر ۳۰ سال ساکن قادیان حال لاہور، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۴۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ صرف تین صد روپیہ (۳۰۰/-) حق مہر بذمہ میرے شوہر ہے جس میں سے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ کی حصہ دار صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

الامتہ:۔ رضیہ بیگم اہلیہ ملک محمد الدین خادم کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

گواہ شد:۔ ملک محمد الدین خادم کارکن " " " رتن باغ لاہور

" مبارک محمود پانی پتی " " " "

درخواست دُعا

مکرمہ بلقیس سعید صاحبہ بنت شیخ محمد سعید صاحب صوبیدار میجر لاہور امسال ماہ نومبر میں ٹیچرز ٹریننگ انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ
مم
کا امتحان دے رہی ہیں۔ وہ تمام بھائی بہنوں اور صحابیات قادیان سے شاندار کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقشہ فلسطین

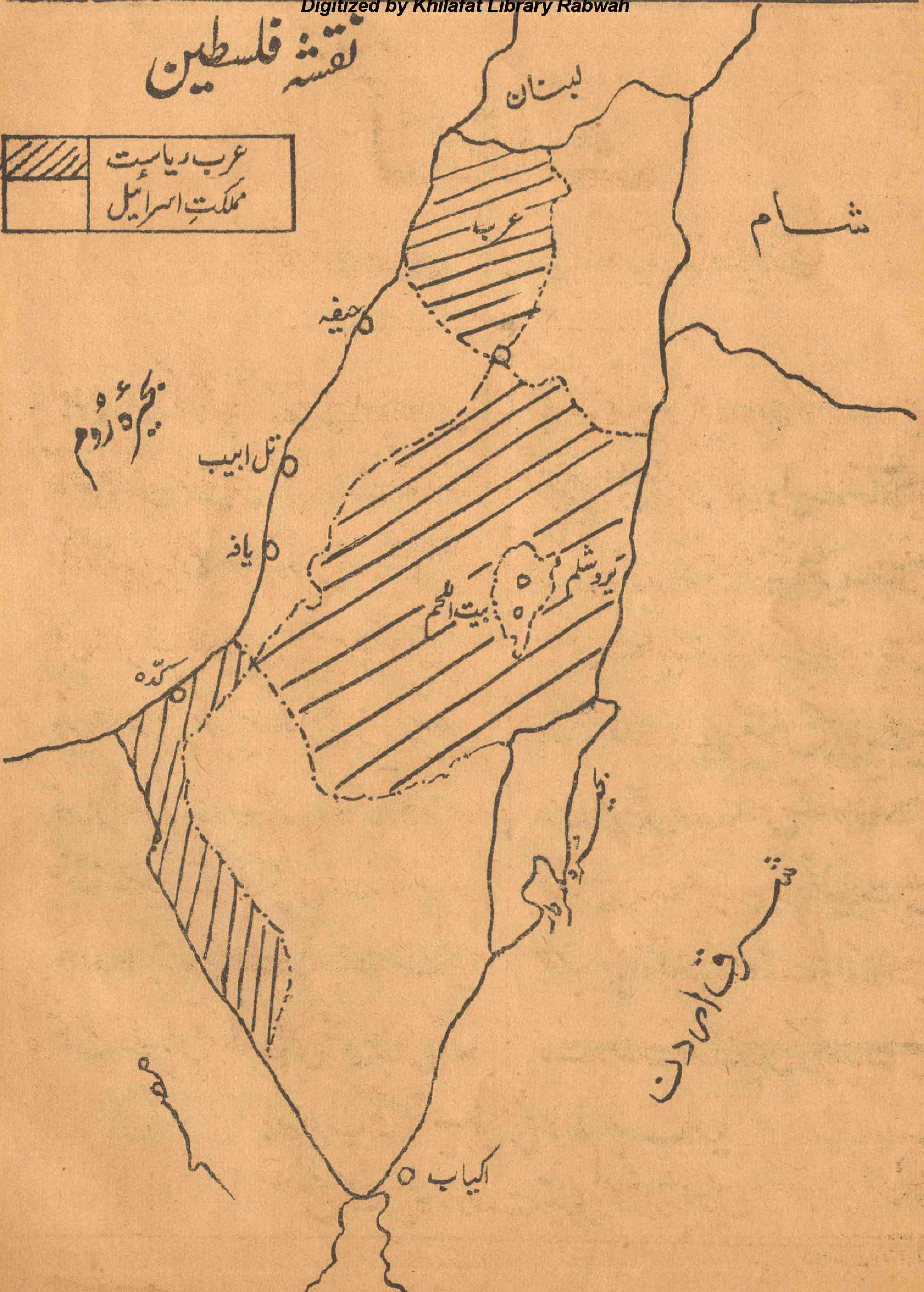

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گذارشات

از محترم مولوی مصلح الدین احمد صاحب وڈائچ راجیکی

جلوۂ ذات کھو گیا آکے تیری صفات میں
ہم نے بھی تجھ کو پالیا عرصۂ کائنات میں

آخر جنونِ شوق ہی مشکل کشائے غم ہوا
کچھ بھی چلی نہ ہوش کی دل کے معاملات میں

مانا کہ تیری بارگاہ وہم و گماں سے دور تھی
لیکن تھا جن کو پہنچنا پہنچے ہیں رات رات میں

اہلِ ازل نے لکھ دیا میری جبینِ شوق پر
یہ بھی ہے ایک حادثہ غم کے حوادثات میں

دَیر و حرم کی چشمکیں جس کو نہ فاش کر سکیں
ہم نے وہ راز پالیا پیرِ مغاں کی بات میں

آساں نہیں ہے دہر میں راہِ فنا کا مرحلہ
دار و رسن بھی ایک ہے اس کے لوازمات میں

عنقائے بے مقام کو آہِ شبی سے رام کر
آتا نہیں ہے صید یہ دامِ تخیلات میں

دار و مدارِ زندگی ہم نے اُسے بنا لیا
جو کچھ دیا تھا آپ نے تھوڑے سے التفات میں

قلب و نظر ہیں مضطرب اب بھی اُسی جمال کے
لات و منات کھو گئے جس کی تجلیات میں

بزمِ طرب کو محفلِ رنج و الم بنا دیا
مصلح کہاں کا درد ہے تیری گذارشات میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے پیارے ابّا جی!

(نصیرہ نزہت بنت ماسٹر مولا بخش صاحب مرحوم)

"الفضل" کے ذریعہ آپ نے محترم والد صاحب یعنی ماسٹر مولا بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اچانک وفات کی خبر پڑھ لی ہوگی۔

آپکی تاریخ پیدائش ۱۸۸۰ء کے قریب کی ہے۔ کیونکہ آپ آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری عمر ۷۰ سال سے زیادہ ہے آپکا پیدائشی وطن منیلہ تحصیل روپڑ ضلع انبالہ ہے۔ آپ نے مڈل پاس کرنے کے بعد جے۔ وی۔ پاس کی۔ اور اسکے بعد تعلیمی کام کے سلسلہ میں مختلف جگہوں پر بطور مدرس کے کام کرتے رہے آپ کو فارسی میں کافی مہارت تھی۔ ۱۹۰۵ء میں سنگرور ریاست پٹیالہ میں مڈل سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ اس دوران میں مولوی محمد تقی صاحب سنوری۔ کے ذریعہ سلسلہ عالیہ حقہ سے آپ کا تعارف ہوا۔ آپ بدر اور الحکم کا مطالعہ کرتے اور ماموں جان سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب بھی پڑھیں۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضور واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ آپ نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی۔ اور آخری دم تک جس کامل اخلاص سے اس عہد کو نبھایا۔ وہ ہر دیکھنے والے کے لئے تقویت اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہے۔ بیعت کے بعد آپ کی عمر کا جو لمحہ بھی گذرا۔ اس میں آپ کا ایمان احمدیت کی صداقت پر مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

سلسلہ کے لٹریچر کے مطالعہ کا آپ کو بے حد شوق تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمام "تفسیرِ کبیر" کی جلدیں جو اب تک چھپ چکی ہیں۔ ان کا آپ نے گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا۔

۱۹۱۹ء میں آپ مع والدہ صاحبہ کے ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے۔ اور عمر کا بہترین حصہ احمدیہ سکول قادیان میں بحیثیت ایک استاد کے گذارا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ ریٹائر ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر آپ کو اتنا توکل اور یقین تھا۔ کہ گھر آکر فرمانے لگے۔ کہ جب خدا تعالیٰ رزق کا ایک دروازہ بند کیا کرتا ہے۔ تو بند کرنے سے پہلے اس کے لئے دوسرا دروازہ کھول دیا کرتا ہے۔ مگر اس کا انسان کو علم نہیں ہوتا۔ اور یہ نظارہ آپ کی عمر میں ہم نے نمایاں طور پر دیکھا۔ آپ سکول سے فارغ ہونے کے بعد ہمیشہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچوں کے استاد رہے۔ اور اس خاندان کے اکثر بچوں کو پڑھانے کا آپ کو شرف حاصل ہوتا رہا۔ جب بھی آپ ایک بچہ کی تعلیم سے فارغ ہوتے۔ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے دوسرے بچے کو تعلیم کے لئے آپ کے سپرد کر دیتا۔ جس سے آپ قلبی خوشی محسوس کیا کرتے۔ آپ بڑے فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں۔ کہ حضور کے خاندان کے بچوں کا استاد ہوں۔ آپ کو سلسلہ عالیہ حقہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ اور خاندان نبوت سے ایک والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔ اور جب آپ ان میں سے کسی ایک کا ذکر فرماتے تو ہر سننے والا اندازہ کرسکتا تھا۔ کہ آپ کے دل میں ان کے لئے کس قدر بے پناہ عشق و محبت کا جذبہ موجزن تھا۔ جب کبھی میں ذکر کرتی۔ کہ اباجی! بی بی امۃ القیوم مجھے ملی تھیں۔ پوچھتی تھیں۔ کہ میرے بڑے ماسٹر صاحب کا کیا حال ہے۔ میرا ان کو سلام کہنا اور دعا کے لئے کہنا" بڑے ماسٹر صاحب اس لئے کہا کرتی تھیں۔ کہ آپ کے بڑے بیٹے مولوی عطاالرحمٰن صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کو بھی حضور کے بچوں کو پڑھانے کا شرف حاصل رہا ہے"۔ تو ہمیشہ میں نے اس نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ یہ فقرہ سنتے ہی خوشی وانبساط سے آپ کا دل اچھلنے لگتا۔ اور ڈبڈبائی آنکھوں سے فرماتے۔ میں اس کے لئے ہمیشہ ہی دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں اکثر جب نماز پڑھتا ہوں۔ تو امۃ القیوم میرے سامنے آکھڑی ہوتی ہے"۔ میں نے کبھی بھی اباجی! کو نہیں دیکھا۔ کہ جب بھی خاندان کی مستورات میں سے کسی کا میں نے ذکر کیا ہو۔ کہ انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔ تو خوشی کے آنسو آپ کی آنکھوں سے نہ بہے ہوں۔

نظام سلسلہ کا احترام آپ کی فطرت ثانیہ تھا اور دوسروں کے دلوں میں بھی اسی جذبہ کو پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ آپ کے ایک بیٹے یعنی مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم امریکہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ آپ جب ان کو خط لکھتے تو نصیحتوں سے ہی بھرا ہوتا تھا۔

بچپن کی عمر میں ہی آپ کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا فرمایا کرتے کہ تم لوگ نمازوں میں سستی کرتے ہو۔ اور بروقت ادا نہیں کرتے۔ میری زندگی کی طرف غور کیا کرو۔ ۸ سال کی عمر تک میں بغیر پاجامہ کے پھرتا رہا۔ چونکہ میں یتیم تھا۔ کسی رشتہ دار نے اس بات کی طرف توجہ نہ کی۔ ایک معمولی سا لنگوٹ تھا۔ جو میں پہنے رکھتا تھا۔ ۸ سال کی عمر میں جب میں ہوش والا ہوگیا۔ تو اس وقت سے لیکر اب تک یعنی میری عمر ۷۰ سال سے اوپر ہو رہی ہے میں نے کبھی دیدہ دانستہ نماز کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا۔ کہ رمضان المبارک آیا ہو۔ اور میں اس کے روزوں سے محروم رہا ہوں۔ ہمیشہ ہی خداتعالےٰ رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق دیتا رہا۔ بلکہ فوت ہونے سے پہلے جبکہ آپ طاقت اور بینائی کے لحاظ سے کمزور تھے سخت گرمی کے ایام میں آپ نے تمام روزے رکھکر خداتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی۔ آپ بیمار ہوں۔ بارش ہو۔ کچھ ہو۔ ہمیشہ نماز مسجد میں جاکر ادا کرتے۔ اگر کبھی شدید سردی ہوتی۔ اور میں کبھی کہتی۔ اباجی مسجد مبارک اتنی دور ہے۔ آپ گھر نماز پڑھ لیں۔ فرماتے۔ نصیرہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں پڑھی۔ کہ ایک صحابی جو نابینا تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلعم کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ۔ میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے عشاء کی نماز مسجد میں آکر ادا نہیں کرسکتا۔ کیا گھر پڑھ لیا کروں۔ آپنے فرمایا کہ اگر اذان کی آواز تمہارے گھر میں آتی ہے۔ تو پھر مسجد میں آکر ہی پڑھا کرو"۔ فرماتے جوانی کے ایام سے ہی خداتعالےٰ نے مجھے تہجد پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور آخری دم تک آپ اس پر پوری طرح عمل پیرا رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے سے کسقدر عشق محبت تھی۔ وہ ایک معمولی سی بات سے عیاں ہے آپ قادیان سے جب ہجرت کر کے آئے تو لاہور دو سال سیمنٹ بلڈنگ میں رہے۔ اگر کبھی ہم کہتے ابا جی فلاں مکان ہم کو ملتا ہے۔ وہاں چلے جائیں۔ فرماتے ۔ میں یہاں تنگی سے گذارہ کر لونگا۔ اگر میں ذرا دور چلا گیا۔ تو نظر کی کمزوری کی وجہ سے میں حضور ایدہ اللہ تعالٰی کے پیچھے نمازیں ادا کرنے سے محروم ہو جاؤں گا۔ جب حضور ربوہ تشریف لے آئے۔ تو ایک ہفتہ کے بعد آپ پھر لاہور تشریف لے گئے۔ تو نماز ختم ہونے کے بعد حضور کی نظر ابا جی پر پڑ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ ماسٹر صاحب کیا ابھی آپ یہیں ہیں؟ ابا جی کہنے لگے۔ حضور جب آپ تشریف لے جائیں گے اس وقت جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو چلا گیا ہوں۔" یہ سنکر گھر آئے۔ اس وقت آپ کو بہت تیز بخار تھا۔ لیکن اصرار کرنے لگے۔ میں نے ابھی ربوہ جانا ہے۔ حضور نے اسطرح فرمایا ہے۔ لاکھ ہم نے روکا کہ ابھی کوئی مکان کا انتظام نہیں مگر آپ نہ مانے۔ اور بیماری کی حالت میں اکیلے ہی چلے آئے۔ اور تقریباً سوا ماہ لنگر خانہ میں رہے۔ تب جا کر ہم لوگ آئے۔

آپ نہایت حلیم الطبع تھے۔ کسی تکلیف کو دیکھ کر آپ کا دل موم ہو جاتا۔ نہایت صلح کل طبیعت کے مالک تھے۔ کبھی بھی کسی رشتہ دار سے آپ کا جھگڑا نہیں ہوا۔ اگر کوئی زیادتی کر جاتا۔ تو آپ ہمیشہ ہی درگذر فرماتے۔ اور اسکو بلانے میں پہل کرتے۔ اور ہمیں بھی ہمیشہ اسکی تلقین فرماتے رہتے۔ مہمان نوازی آپکے اخلاق کا ایک نمایاں حصہ تھا۔ جب کوئی مہمان گھر میں آجاتا۔ تو خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ اسکی خاطر تواضع میں ادھر اُدھر بھاگے بھاگے پھرتے۔ اور اپنی طاقت سے بہت زیادہ خدمت کرتے۔ جب کسی مہمان کو گھر میں آئے کچھ دیر ہو جاتی۔ تو فرماتے میرے گناہوں کی شامت ہے۔ کہ ہمارے گھر میں اتنے دنوں سے کوئی مہمان نہیں آیا۔ مہمان کا آنا گھر میں رحمت کا موجب ہوا کرتا ہے۔ وہ گھر بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے جس میں مہمانوں کی آمد و رفت رہے۔

غرضیکہ آپ نے نہایت دردمند دل، نیک اور خدا ترس طبیعت پائی تھی۔ جسکی وجہ سے دوست دشمن آپ کے اوصاف حمیدہ کی وجہ سے آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ کی وفات کے ساتھ ہم ایک نہایت شفیق اور رحیم وجود کی مقبول دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور آپ کی جدائی سے ہمیں ایک بہت بڑا خلا محسوس ہوتا ہے۔ آہ۔ میں وہ وقت کبھی نہیں بھول سکتی۔ جب والد صاحب کو میرے ماریشس جانے کا علم ہوا۔ تو آپ نے اپنے فطرتی جذبہ کو دباتے ہوئے فرمایا۔ نصیرہ! میں کتنا خوش قسمت ہوں۔ جسکی اولاد کو خدا تعالٰے نے اپنے دین کی اشاعت کے لیئے انتخاب کیا۔ ہمارے بڑھاپے کی طرف غور کرو۔ ہمارے لیئے حضور ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز کا سایہ ہی کافی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو احمدیت سے کتنی محبت تھی۔

اخیر میں دعا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور جسطرح آپ نے زندگی بھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کو اپنے لیئے بڑا فخر سمجھا۔ اسی طرح اللہ تعالٰے آپ کو قیامت میں بھی حضور کی غلامی اور محبت میں اٹھائے۔ اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے۔ احمدیت کی خدمت صحیح کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز ہر قربانی میں کما حقہٗ حصہ لینے کی توفیق دے۔ اور ہم سب کا انجام اور خاتمہ بالخیر فرمائے اور والدہ صاحبہ کا بھی خود حامی و ناصر ہو۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثاقب زیروی

وقتِ دُعا

(اپنی ایک مُنہ بولی بہن کی شادی پر)

★

کیا سبب ہے کیوں کلی دِل کی ہے مُرجھائی ہُوئی
پھول سے چہرے پہ ہے کیوں یہ کیسی چھائی ہوئی

کِس تخیّل نے تجھے بخشا ہے یہ حُزن و ملال
کِس تفکّر نے تبسّم کو کیا ہے پائمال

کل تِری شادی ہے، ہاں معلوم ہے معلُوم ہے
کیا یہی باعث ہے تو کل شام سے مغموم ہے

یہ بجا ہے اجنبی دُنیا میں تو کل جائے گی!
اور برسوں یاد امّی کی تجھے تڑپائے گی!

جس جگہ کا ذرّہ ذرّہ تجھ سے نامانُوس ہے
جس کا دوشیزہ نظر کو خواب تک منحُوس ہے

ساتھنیں تیری یہ تجھ سے دُور تر ہو جائینگی
جُستجو میں اِن کی تیری حسرتیں کھو جائینگی

لیکن اے عصمت کی دیوی اس کا غم بے سود ہے
تیری آسائش کا ہر ساماں وہاں موجُود ہے

دیکھ یہ میرے خُدا کا فیصلہ بے جا نہیں
عمر بھر دوشیزگی کا جوش رُک سکتا نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناخدایانِ تمدن عقل سے عاری نہیں
مذہبی افراد پر دیوانگی طاری نہیں!

اس جدائی میں ہے پوشیدہ جہاں کا اتحاد
رُوح و تن کی شادمانی جسم و جاں کا اتحاد

اس جدائی ہی سے وابستہ ہے قوموں کی فلاح
سینکڑوں خوشنودیوں کی ہے بنا تیرا نکاح

حسرتِ تخلیق اِک دِن رُوح کو گرمائے گی
ایک دِن آئے گا جب تُو والدہ کہلائے گی

کیا عجب ہے بطن سے پیدا ہوں تیرے صف شکن
جن کو اِک دُنیا کہے جانِ وطن، رُوحِ وطن

جن کی رگ رگ میں وفا و حریت کا جوش ہو
موت بھی جن کے جلو میں زندگی بردوش ہو

جن کی صورت سے نمایاں ہو جلالِ قیصری
جن کی سیرت ہو سراپا اُسوۂ پیغمبری

اس الم کو ترک کر دے اور دُعا کو ہاتھ اُٹھا
عاجزی سے کہہ کہ مستقبل کا حامی ہو خدا

رونے دھونے کا نہیں یہ التجا کا وقت ہے
صدقِ دل سے عاجزی کر لے دُعا کا وقت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخِ اسلام کے ایمان افروز واقعات

سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالستار صاحب ۔ لائلپور

عہدِ فاروقی میں قادسیہ کا میدانِ کارزار گرم ہے ۔ لشکرِ اسلامی کے سپہ سالارِ اعظم حضرت سعدؓ بن وقاص جو کسی درد کے باعث گھوڑے پہ نہ بیٹھ سکتے تھے ۔ ایک اونچے چبوترے پر بیٹھ کر اپنی فوج کی کمان کر رہے ہیں ۔ ایرانی جگر توڑ کر لڑ رہے ہیں وہ اپنی کثرت پر نازاں ، اپنے مہیب ہاتھیوں کو لشکرِ اسلام کی طرف بڑھا رہے ہیں ۔ ادھر ادھر سے اونٹوں پر بڑی بڑی جھولیں ڈالی گئیں وہ دیو ہیکر نظر آنے لگے ، ایرانیوں کے گھوڑے ان کو دیکھ دیکھ کر بدکنے لگے ۔ ایرانی لشکر کو ان مصنوعی ہاتھیوں سے وہ نقصان پہنچا ۔ جو وہ مسلمانوں کو سچ مچ کے ہاتھیوں سے نہ پہنچا سکے!

اب آیئے ۔ اسلامی لشکر کے خیموں کی طرف بڑھیئے ، دیکھئے وہ غیور مسلمان عورتیں ہیں ، جو زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہی ہیں ۔ اور ان کو پانی لا لا کر پلا رہی ہیں ۔ ٹھہریئے ! وہ ایک قید خانہ ہے ، اور اس میں ایک قیدی بھاری زنجیروں سے جکڑا ہوا لڑکھڑاتا ہوا اٹھتا ہے ، قید خانہ کے دریچہ سے میدانِ کارزار کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے ، اور بے اختیار ہو کر اس کی زبان پر دردناک اشعار جاری ہوتے ہیں ۔ گویا اس کے دل کی پہنائیوں سے اُٹھنے والے درد نے الفاظ کا جامہ پہن لیا ہے ، ذرا کان لگا کر سنیئے ، آواز یکایک بلند ہونے کے بعد ذرا مدھم ہو رہی ہے ۔

واحسرتا کہ گرم ہے میدانِ کارزار
جوہر دکھا رہے ہیں شجاعت کے سر ہوا
اُٹھتا ہوں ، جوش سینہ میں اپنا دبا کے میں
گرتا ہوں پھر سے دار کو پیہم بلا کے میں
مدحِ شراب پہ ہے ملی یہ سزا مجھے
دنیا تھا اک عذاب ملا دوگنا مجھے
محرومیٔ جہاد سے دل پارہ پارہ ہے
میرے خدا یہ درد ہے کیا اسکا چارہ ہے ؟
واحسرتا کہ آج ہی زنجیر پا ہوں میں

یہ قیدی کوئی بہادر شاعر معلوم ہوتا ہے اس کی آواز میں کتنا درد اور اس کی لے میں کتنا سوز ہے ، یہ میدانِ جہاد میں جانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے بے قرار ہے، بار بار اُٹھتا ہے، زنجیروں میں اُلجھ کر گر جاتا ہے، پہرہ داروں کو آوازیں دیتا ہے، کہ مجھے چھوڑ دو، مجھے میرا فرض بُلا رہا ہے، میدانِ جہاد کا ذرہ ذرہ مجھے پُکار رہا ہے ______ ذرا دیکھئے تو سپہ سالارِ اعظم سعدؓ بن وقاص کی بیوی سلمٰی ادھر آ رہی ہیں۔

سلمٰی۔ اے ابومحجن ثقفی مدحِ شراب کے جرم میں قید ہو، یہ دردناک اشعار اب کیسے؟

قیدی۔ اے نیک دل خاتون! یہ ایک گنہگار رُوح کے وہ درد انگیز نعرے ہیں، جو میدانِ جہاد میں جا کر جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے اُسے بے قرار کر رہے ہیں، شائد کہ میرے گناہوں کا کفارہ یونہی ہو جائے۔

سلمٰی۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ جُرمِ شراب میں قید ہیں، ان بھاری سلاسل کی موجودگی میں آپ جذبۂ جہاد کس طرح پُورا کر سکتے ہیں، ویسے آپ کے اس جذبہ کی میں قدر کرتی ہوں،

قیدی۔ نیک دل خاتون گنہگار ہوں، بجا ارشاد خدا کی رحمت سے تو مایوس نہیں ہوں قید اور محرومیٔ جہاد۔ ایک گناہ کی دو سزائیں؟ اک ذرا میری یہ زنجیریں کاٹ دیجئے، میرا جذبۂ جہاد مجھے اُکسا رہا ہے۔ کہ میں آج کفار کے لشکر میں تیر بن کر جاؤں۔ اور اُن کے جگر گردے کاٹ کاٹ کر لاؤں۔ کارِ خیر میں تاخیر کیسی؟ اے نیک دل خاتون!

سلمٰی۔ آپ کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ میں آپ کی زنجیریں کاٹ کر ان میں خود کو جکڑنے کا سامان اپنے ہاتھوں مہیا کر لوں۔

قیدی۔ اگر آپ کو یہ خدشہ ہے۔ تو لیجئے میں آپ سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ وعدہ کرتا ہوں، کہ اس وقت مجھے چھوڑ دو، لڑائی سے جیتا بچا تو خود آ کر یہ بیڑیاں پہن لونگا۔

سلمٰی۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا،

قیدی نے وہی اشعار نہایت درجہ دردانگیز لَے میں پڑھنے شروع کر دیئے، سلمٰی آخر ایک مسلمان عورت کا دل سینہ میں رکھتی تھیں، جو پسیج گیا، فکرِ فردا سے بے پروا ہو کر بیڑیاں کاٹ دیں۔ اور کہا ایسے مجاہد کو میں پابجولاں نہیں دیکھ سکتی، جا اور دادِ شجاعت دے۔ ابومحجن قید سے آزاد ہو کر فوراً اصطبل گئے، سعدؓ بن وقاص کے گھوڑے پر جس کا نام بلقا تھا، زین کسا، چہرہ چھپایا اور میدانِ جنگ میں پہنچ کر بھالے کے ہاتھ نکالتے ہوئے ایک دفعہ میمنہ سے میسرہ تک کا چکر لگایا۔ پھر اس زور شور سے حملہ کیا۔ کہ جس طرف نکل گئے، صف کی صف اُلٹ دی، تمام لشکر متحیر تھا، کہ یہ کون بہادر ہے، سعدؓ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیران تھے اور دل میں کہتے تھے، کہ حملہ کا انداز ابومحجن کا ہے۔ لیکن وہ تو قید خانے میں قید ہے، شام ہوئی تو ابومحجن نے قید خانے میں آکر خود بیڑیاں پہن لیں، سلمیٰ نے یہ تمام حالات سعدؓ سے بیان کئے، سعدؓ نے اُسی وقت ان کو رہا کر دیا اور کہا "خدا کی قسم مسلمانوں پر جو شخص یوں نثار ہو میں اس کو سزا نہیں دے سکتا"

ابومحجن نے کہا، بخدا میں بھی آج سے پھر کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ اور نہ مدح شراب میں اشعار کہوں گا۔"

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی اصحابہ وبارک وسلم انک حمید مجید

جھوٹ (بقیہ صد ۳۱)

آخر میں میں اپنی بہنوں سے درخواست کرونگی کہ وہ بھی ہر قسم کے چھوٹے بڑے جھوٹ سے پرہیز کریں اور کسی کو اگر جھوٹ بولتے سنیں۔ تو اس کو روکیں کیونکہ مومن کی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔

خداتعالےٰ مجھے بھی اور آپ سب کو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

آمین

از امۃ المجید صاحبہ
ربوہ

وصایا (بقیہ صد ۲۸)

نمبر ۷۹۵۹ میں ضیاء اللہ سلیم ولد عطاء اللہ صاحب عمر ۱۹ سال موضع قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳ دسمبر ۱۹۴۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے بزرگوار والد محترم بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ اس وقت میں انڈین ایر فورس میں ملازم ہوں۔ اور میری ماہوار آمد مبلغ ۸۲/- روپیہ ہے۔ لہٰذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور ماہوار اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ کمی بیشی کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ اگر میرے فوت ہوجانیکے بعد میری اور کوئی جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میرے حصے میں جو جائیداد میرے والدین کی طرف سے ملیگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: ضیاء اللہ سلیم 16122 فوٹو گرافر ایسکواڈرن
گواہ شد: عبدالحمید خان موصی 6866 انڈین ایرفورس بقلم خود
گواہ شد: محمد علی ولد محمد صدیق انڈین ایرفورس۔

نمبر ۵۶۴۴ میں طیبہ خاتون بنت خان بہادر چودھری ابوالہاشم خان صاحب عمر تقریباً ۱۵ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳ جولائی ۱۹۴۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے مجھے اس وقت اپنے والد صاحب محترم کی طرف سے مبلغ -/5 روپے ماہوار بطور جیب خرچ کے ملتے ہیں اس لئے میں اپنے موجودہ جیب خرچ

(باقی بر صفحہ ۳۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصرات الاحمدیہ کی غرض و غایت

صدیقہ بنت چودھری ابوالہاشم صاحب مرحوم ربوہ (جھنگ)

ناصرات الاحمدیہ کے معنے ہیں۔ احمدیت کی مدد کرنے والیاں۔ کیا ہی پیارا اور اچھا نام ہے جو ہمارے امام نے ہمارے لئے تجویز فرمایا ہے۔ اور ہمارے لئے دینی تعلیم سیکھنے کا ذریعہ بنایا ہے........

......! کتنا اہم نام ہے۔ کہ احمدیت جو کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس کی مدد کرنے والیاں۔ ہماری خوش قسمتی ہے، کہ ہمارے شعبے کا ایسا نام رکھا گیا۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنے آقا کے قائم کردہ شعبہ میں نہایت خوشی خوشی شامل ہوں۔ نہ کہ جبر اور ناخوشی سے۔ بلکہ اس کی ترقی کی ہر ممکن کوشش کریں۔

ناصرات الاحمدیہ کے قیام کی غرض یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کی لڑکیاں بچپن ہی سے علم دین سے پوری طرح واقف ہو جائیں۔ اور بڑی ہو کر لجنہ اماء اللہ اور قوم کی بہترین مددگار بن سکیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو اکناف عالم تک پہنچانے والی ثابت ہوں۔

ناصرات الاحمدیہ میں ۸ سال سے ۱۵ سال تک کی لڑکیاں حصہ لے سکتی ہیں۔ ۸ سال سے ۱۱ سال تک کی لڑکیوں کا الگ نصاب ہے اور ۱۱ سے ۱۵ سال تک کی لڑکیوں کا علیحدہ کورس ہے اس میں تلاوت قرآن کریم، مضامین اور تقاریر وغیرہ کی جاتی ہیں۔ علمی سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں، .... قرآن مجید اور احادیث کی دعائیں یاد کرائی جاتی ہیں۔

جس طرح کہ ہم دنیوی تعلیم سیکھنے کے لئے روزانہ مکتب جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم سب کے لئے ہر ہفتے اجلاس میں شامل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا روحانی سکون ہے۔ ہماری جماعت کا اصل کام تبلیغ ہے۔ اور تبلیغ کے لئے علم دین سے واقفیت ضروری ہے۔ اور ہمارے اجلاسوں میں علم دین ہی کی ابتدائی تعلیم دیجاتی ہے۔ جب تک انسان کسی کام کی ابتداء نہ کرے۔ وہ اس کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں حقیقی رنگ میں احمدیت کی مدد کرنے والیاں بنائے۔ اور اپنے امام کے ہر حکم پر لبیک کہنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھُوٹ

از امتہ المجید صاحبہ ربوہ

میرے مضمون کا موضوع "جھُوٹ" ہے۔ ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے آنے کی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ لوگ جھُوٹ اور گناہوں سے توبہ کر کے پاکیزہ اور سچی زندگی بسر کریں اور پھر ہمارے سردار اس کے لئے ایک اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یعنی ہمارے لئے ایک نیک نمونہ ہیں جس کو دیکھ کر اور جس پر عمل کر کے انسان پاکیزہ اور سچّی راہ اختیار کر سکتا ہے۔ آپ نے ہمیشہ لوگوں کو جھوٹ چھوڑنے اور سچ کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ جھوٹ ہی ایک ایسی بیماری ہے۔ جو کہ تمام برائیوں کی سردار ہے اور جھوٹ ہی ایک ایسی جڑ ہے۔ جو کہ انسان کو ہر گناہ کے کرنے پر اکساتی ہے۔ اگر انسان صرف ایک عادت یعنی جھوٹ چھوڑ دے۔ تو وہ ایسا ہی ہے۔ گویا اس نے اپنی تمام برائیاں چھوڑ دیں۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص آنحضرت صلعم کے پاس مسلمان ہونے کے لئے آیا اور کہنے لگا۔ کہ حضور مجھے بہت سی برائیوں کی عادت ہے۔ جو کہ میں چھوڑ نہیں سکتا۔ مثلاً چوری شراب، جھوٹ وغیرہ۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ تم میرے ساتھ صرف جھوٹ کے چھوڑنے کا وعدہ کرو۔ تو اس شخص نے اس کو ایک معمولی سا وعدہ سمجھتے ہوئے جھوٹ کے چھوڑنے کا اقرار کر لیا۔ اب وہ شخص جب کبھی چوری کا ارادہ کرتا۔ تو اس کو اپنا عہد یاد آجاتا۔ اور وہ چوری وغیرہ سے باز رہتا کیونکہ اگر وہ چوری کرتا اور آنحضرت صلعم کے سامنے چوری کا اقرار کرتا تو سزا پاتا اور اگر چوری کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتا۔ تو وعدہ کے ٹوٹنے کا ڈر تھا۔ اس لئے وہ ہر بُرے کام سے باز رہتا۔ اور آخر کار ایک نیک اور سچا آدمی صرف جھُوٹ کے چھوڑنے کی وجہ سے بن گیا۔ سو جھوٹ ایک گندگی ہے۔ جو انسان کو پلید کر دیتی ہے۔ اور سچائی ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو کمینگی اور گندی زندگی سے نکال کر قرب الٰہی کا موجب بنتی ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے۔ کہ جو شخص جھوٹ کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ پس ہم جبکہ احمدی ہونے کا اور سچے مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم ہر اس بات پر عمل کریں۔ جو ہمارے آقا سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے۔ اور جس کی اُن کے نائب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر تجدید کی ہے

(باقی صہ ۲۹ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکاتِ بزرگان

از محمودہ صاحبہ ملتان

۱۔ خوشنودی پروردگار کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟
۲۔ کونسی نیکی مقبولِ بارگاہِ کبریائی ہے؟
۳۔ حق تعالٰے کے نزدیک کونسی بدی بدترین ہے؟
۴۔ کس دلیل سے نیک بخت نیک بخت پہچانا جاتا ہے؟
۵۔ بہتر کام کونسے ہیں؟
۶۔ مردِ عارف کی کیا شناخت ہے؟
۷۔ کم آزاری کس طرح حاصل ہوتی ہے؟
۸۔ فقیری میں کیا چیز اختیار کرے؟
۹۔ عبادتِ الٰہی کی طرف دل کس طرح مائل ہوتا ہے؟
۱۰۔ کس چیز سے دل سیاہ ہوتا ہے؟
۱۱۔ روشنی دل کس طرح حاصل ہوتی ہے؟
۱۲۔ دنیا میں کس طرح رہنا چاہیئے؟
۱۳۔ کونسی چیز جان سے زیادہ عزیز ہے؟
۱۴۔ آدمی کی بھلائی بُرائی کس طرح معلوم ہوتی ہے؟
۱۵۔ دوست کس طرح پہچانا جاتا ہے؟
۱۶۔ فرزند ناخلف کیسا ہوتا ہے؟
۱۷۔ گناہوں کی دوا کیا ہے؟
۱۸۔ امیروں کے لیے کونسا عمل بہتر ہے؟

۱۔ والدین کی خدمت سے۔
۲۔ اپنے والدین اور اولاد اور کنبہ سے نیکی کرنا۔
۳۔ اپنی اولاد کے حق میں بد دعا کرنا اور کمزوروں پر ظلم کرنا۔
۴۔ تین دلیلوں سے اول طالبِ علم دوم بخشش سوم شگفتہ روئی
۵۔ عالموں اور حکیموں کی صحبت میں بیٹھنا اور کچھ ان سے حاصل کرنا
۶۔ جو کسی کے درپئے آزار نہ ہو۔
۷۔ کل مخلوق سے اپنے تئیں کمتر اور حقیر سمجھے۔
۸۔ رضامندی پروردگار
۹۔ موت کے یاد رکھنے سے
۱۰۔ مال اور دنیا کی محبت سے
۱۱۔ دنیا کی محبت اور اس کی لذتوں کو چھوڑ دینے سے
۱۲۔ مثل مسافر کے جب رات گذر جائے تو صبح کو کوچ کرے
۱۳۔ مومن کو دین کا فکر ہو دنیا۔
۱۴۔ معاملہ کے وقت
۱۵۔ وقت پر دوستی اور غیرت کا اظہار ہوتا ہے
۱۶۔ مثل چھٹی انگلی کے۔ کہ اگر اسکو کاٹا جائے۔ تو درد معلوم ہو۔ اور چھوڑا جائے تو عیب۔
۱۷۔ توبہ کرنا اور استغفار کا اقرار رکھنا
۱۸۔ محتاجوں کو کھانا کھلانا۔ مہمان نوازیاں کرنا۔

ضروری اعلان برائے لجنات اماء اللہ۔ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے اور جلد ہی جلسہ سالانہ کے انتظامات شروع ہو جائیں گے تمام بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کے پروگرام کے متعلق مفید مشورے بھجوائیں۔ نیز جو بہنیں جلسہ سالانہ پر تقریر کرنا چاہیں وہ بھی اپنے نام جلد از جلد بھجوائیں۔ نیز حسب سابق اس سال بھی لجنہ اماء اللہ کی شوریٰ منعقد ہوگی۔ شوریٰ کے تجاویز بھجوائیں ہر صدر لجنہ اماء اللہ خاص اجلاس منعقد کر کے تجاویز بھجوائیں [illegible] جو بہنیں کام کرنے کے لئے اپنے نام لکھوائیں وہ یہ بھی اطلاع دیں۔ کہ جلسہ سے کتنے دن پہلے وہ ربوہ پہنچینگی۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امِ طاہر احمد صاحبہؓ

{ یہ نظم حضرت ام طاہر احمد صاحبہ کی وفات پر لکھی گئی تھی - ابھی اشاعت کے لئے بھیجی بھی نہ تھی - کہ گم ہوگئی - اب مل گئی ہے - جو اشاعت مصباح کے لئے ارسال ہے۔ (فیض چنگوی کراچی) }

نغمہ ہائے احمدیت عمر بھر گاتی رہی — وہ مقدس ذات ہر ذرّے کو چمکاتی رہی
خوش خصال و خوش بیان و نیک طینت پاک تن — جس نے سینچا خونِ دل سے احمدیت کا چمن
جس سے پاتے تھے صفائی مومنیں شام و سحر — حاملِ انوارِ دیں تھی جس کی پاکیزہ نظر
خدمتِ دینِ مبیں ہر گام پہ کرتی رہی! — ہر نفس ہر سانس میں وحدت کا دم بھرتی رہی
جس کی فطرت کو عطا رحمت سے یہ خوبی ہوئی — منہمک ہر وقت دیں کے درد میں ڈوبی ہوئی
کانپ اٹھتی تھی خدا کے خوف سے جو سر بسر — اور تڑپ اٹھتی خدا کی رحمتوں کو دیکھکر
جس کی طینت میں بسا نورِ محمد مصطفےٰ — جس کے دل میں تھا خلوصِ عشق احمد مجتبےٰ
نور کا دریا رواں تھا جس کے لب بیباک سے — تھی محبت بیگماں جس کو کلامِ پاک سے
گر نے لگ جاتے یکایک جس کی پلکوں سے گہر — رونے لگ جاتی جو تصویرِ مسیحا دیکھکر
آہ اک رقت کا عالم گنگناتی دیر تک — اور کچھ اس کے سوا کہنے نہ پاتی دیر تک
مرتعش رہتی تھیں جس کی التجائیں رات دن — مانگتی تھی قوم کی خاطر دعائیں رات دن
رات دن طاری[1] کے حق میں مانگتی تھی یہ دعا — نیک اور صالح بنے اور متقی و پارسا
جس کو بیواؤں یتیموں سے تھا اک گوناں پیار — جو غریبوں بیکسوں کی ہمنوا و غمگسار
زندگی بھر جو سکوں سے مشکلیں سہتی رہی — مرتے دم تک اللہ اللہ لب سے جو کہتی رہی
موت کی تلخی میں بھی لب حمد کے خواہاں رہے — زندگی کی آخری ساعت میں بھی لرزاں رہے
کچھ کمی آئی نہ ہرگز جس کے استقلال میں — جذبۂ ایماں یقین و عزم خوش اقبال میں
آہ جلسہ گاہ میں وہ نرم و پاکیزہ کلام — صدق میں ڈوبے ہوئے وہ سلسلہ ہائے سلام
گونجتا وہ عورتوں میں جذبے جذبے کا خطاب — ایک پاکیزہ تڑپ، وہ اک مقدس التہاب
ہوگیا اوجھل نظر سے امِ طاہرؓ کا وجود — تازگیٔ صدق کا باعث کہ تھی جسکی نمود
لیتی جا اے امِ طاہرؓ اک جماعت کا پیام — مصطفےٰ کے پیارے کو دنیا اور مسیحا کو سلام

کاش پہنچوں فیض میں بھی اپنے مولا کے قریں
گرچہ ہوں میں خادم بے مایۂ ادنےٰ تریں

[1] صاحبزادہ طاہر احمد جسکو طاری پیار سے پکارا کرتی تھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ لجنہ اماء اللہ کوئٹہ

مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۵۰ء بروز پیر

لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد احمدیہ کوئٹہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں پارک ہوس واقعہ لٹن روڈ کوئٹہ میں وسیع پیمانے پر ایک ٹی۔ پارٹی دی گئی۔ جس میں حضور نے تقریر فرمائی۔ دعوت چھپے ہوئے کارڈوں کے ذریعے دی گئی تھی۔

باوجود ہلکی ہلکی بارش کے عین وقت پر ساڑھے پانچ بجے دو سو کی تعداد میں غیر احمدی مستورات تشریف لائیں۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد تمام مستورات جلسہ گاہ میں تشریف لے آئیں۔

چھ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور تقریر شروع فرمائی حضور نے عورتوں کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں آدم سے لیکر باقی تمام انبیاء کے ذکر کے ساتھ اُن عورتوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ جنھوں نے اپنے وقت میں نہایت اعلےٰ نمونہ دکھایا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ اکیلا مرد کبھی بھی پوری طرح اصلاح کا کام نہیں کر سکتا۔

عورت اور مرد دونوں اپنے دائرہ عمل میں کام کر کے پوری طرح ترقی حاصل کر سکتے ہیں دنیا میں بھی اور دین میں بھی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس وقت ایک سوال پردے کا ہے۔ اپنے نقطۂ نگاہ کو دوسرے کے سامنے رکھتے ہوئے طرفین کو محبت اور پیار سے کام لینا چاہیئے۔ اور آپس میں لڑنا جھگڑنا اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کے رویہ کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ کہ سب دین اور سب تعلیم قرآن کریم میں ہے۔ اسے پڑھو، سوچو اور سمجھو، اور اس پر عمل کرو۔

حضور کی تقریر نہایت توجہ اور غور سے اور کامل سکوت سے سنی گئی۔ جلسہ کے اختتام پر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تمام مستورات پر نہایت اچھا اثر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حلقہ مسجد احمدیہ کوئٹہ

لجنہ اماء اللہ ملتان چھاونی کا تبلیغی جلسہ

لجنہ اماء اللہ ملتان چھاؤنی کا تبلیغی جلسہ بر مکان شیخ لطف الرحمان صاحب ۱۷ ستمبر بروز اتوار بوقت ۴ بجے شام زیر صدارت محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک بشیر محمد صاحب منعقد ہو کر حسب ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی۔

تلاوت قرآن مجید محترمہ منورہ بیگم صاحبہ، نظم رشیدہ بیگم صاحبہ نے از کلام محمود خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ عاجزہ محمودہ بنت شیخ محمد لطیف صاحب نے مضمون بعنوان وفات مسیح علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھا جس میں وفات مسیح علیہ السلام قرآن کریم کی آیت وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ...... الخ سورۃ مائدہ رکوع ۱۷ اور لفظ توفّیتنی کی تشریح کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت سورۃ نمل رکوع ۶ سے جو بیس ویں پارے میں ہے کی۔ نیز سورۃ تکویر کی تشریح کی۔ اور بتایا کہ یہ تمام پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مقدر تھیں۔ چنانچہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں۔ جس مسیح موعود کے آنے کا وعدہ تھا۔ وہ آچکا ہے۔ نظم محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے "از کلام محمود" یا رو مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار سنائی۔

بعدہٗ مضمون منصورہ بیگم صاحبہ بنت شیخ محمد لطیف صاحب بعنوان "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" پڑھا۔ جس میں ......

...... بتایا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ہارون سے لیکر حضرت عیسیٰ تک نبی آتے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے ہیں۔ آپ نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی، بلکہ اسی تعلیم کو پھر تازہ کیا ہے۔ جو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم لائے۔ بعدہٗ نظم بشریٰ بیگم صاحبہ نے "از درثمین" سنائی۔ بعدہٗ مضمون محترمہ امۃ الرحمان صاحبہ نے بعنوان "خاتم النبیین" پڑھا۔ بتایا کہ اگر آپ کے بعد نبی نہیں آسکتے تھے۔ تو آپؐ نے یہ کیوں فرمایا۔ کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔" اور لفظ خاتم النبیینؐ کی تشریح کی۔ بعدہٗ نظم منصورہ بیگم صاحبہ از کلام محمودؐ "خوش الحانی سے سنائی۔ مضمون محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بعنوان "احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے" سنایا۔ نظم آمنہ بیگم صاحبہ نے سنائی۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے آنے والی مستورات کا شکریہ ادا کیا۔ جنھوں نے ہمارے جلسہ میں شرکت فرما کر رونق بخشی۔

ملتان شہر کی مستورات بھی شامل تھیں علاوہ احمدی مستورات کے غیر احمدی مستورات بھی شامل جلسہ تھیں۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ غیر احمدی مستورات اچھا اثر لے کر گئیں۔ حاضرات کی تواضع شربت سے کی گئی۔ تعداد 35 تھی۔

لجنہ اماء اللہ ملتان چھاؤنی نے یکم اکتوبر کو یوم تبلیغ منایا۔ عاجزہ محمودہ سیکرٹری لجنہ نے ایک گھر میں جاکر تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ پڑھنے کو دئے۔ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ و محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ نے بھی تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ تقسیم کئے۔ غیر احمدی مستورات کے اعتراضات عام طور پر یہ تھے۔

(۱) وفات مسیح علیہ السلام (۲) ختم نبوّت (۳) جب تمہارے عقائد بھی اسلامی ہیں۔ تو ایک نئی جماعت کیوں بنائی (۴) چہرے کا پردہ اسلام میں نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جن کے اُن کو جواب دے دیئے گئے۔ اور آئندہ جماعت احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے کو کہا گیا۔ جس کا انھوں نے وعدہ کیا۔

تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین یا رب العالمین۔ والسلام۔ عاجزہ محمودہ بنت شیخ محمد لطیف صاحب ملتان

سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ملتان چھاؤنی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

آہ! میری بھابی

از امۃ الرشید شوکت صاحبہ ربوہ

میری چھوٹی بھابی مریم صدیقہ بنت راجہ دلاور خان سکنہ نورنگ تحصیل کھاریاں جس کی شادی آج سے ساڑھے چار سال پیشتر میرے چھوٹے بھائی عزیز منصور احمد سے ہوئی تھی۔ جب ایک طالبہ کی حیثیت سے نصرت گرلز ہائی سکول میں داخل ہوئی۔ اسی وقت سے میں نے اُسے علم کا بے حد شوقین پایا۔ محنت اور توجہ سے سبق یاد کرنا وہ اپنا فرض سمجھتی' اس کی شادی جلد ہی ہوگئی۔ اور اس طرح وہ اپنی مرضی کے مطابق مدرسہ میں اپنی پڑھائی کی تکمیل نہ کر سکی۔ لیکن جہاں تک دینی علم کے حاصل کرنے کا تعلق ہے۔ اس کا یہ شوق شادی کے بعد بھی کم نہ ہوا۔ پچھلے سال تعلیم القرآن کلاس میں شامل ہو کر فسٹ ڈویژن میں پاس ہوئی اس دفعہ رمضان المبارک میں درس القرآن میں باقاعدہ شریک ہوتی رہی۔ اور اس کیساتھ مڈل کی تیاری کر رہی تھی۔ اکثر کتابیں وہ ختم کر چکی تھی۔ لیکن افسوس! کہ موت نے محنت کے شیریں پھل سے اسے متمتع ہونے کا موقعہ نہ دیا۔ یہ تو اس کے علمی شوق کا حال تھا۔

دینی لحاظ سے وہ ایک نہایت نیک اور دیندار لڑکی تھی۔ نماز کی پابند، دینی جلسوں اور جماعت کی تقریبوں میں شوق سے حصہ لینے والی طبیعت پائی تھی۔ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز نے عورتوں میں وقفِ زندگی کی تحریک کی تو سب سے پہلے جن بہنوں نے حضور کی آواز پر لبیک کہا۔ ان میں مریم بھی تھی۔ بہت ملنسار، ہنس مکھ، بڑوں کی عزت کرنے والی اور چھوٹوں سے محبت سے پیش آنے والی بہن تھی۔ خانہ داری کا اچھا سلیقہ اللہ تعالٰے نے اُسے ودیعت کیا تھا۔ بڑی صابرہ اور قانع خاتون تھی۔ خاوند کی بڑی خدمتگزار تھی۔ ساڑھے چار سال کے عرصہ میں ہم نے کبھی اُسے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا۔

لیکن آہ! وہ تو شہادت کا رتبہ پا گئی۔ اور اپنے حقیقی مولا کے پاس چلی گئی۔ اگرچہ وہ نیک اور فرشتہ خصلت خاتون اپنے مولا کے پاس چلی گئی ہے۔ لیکن اپنے والدین، رشتہ داروں، اور خاوند کے لئے غم کا پہاڑ چھوڑ گئی۔ اور اب صرف اس کے بعد اس کا خیال اور باتیں ہی رہ گئی ہیں۔ جو جب کبھی یاد آتی ہیں۔ تو کلیجہ دھک سے رہ جاتا ہے۔ لیکن دل پر صبر کرکے چپ رہتے ہیں۔

بچہ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے مسلسل محنت اور پیچش کی تکلیف کی وجہ سے کافی کمزور ہوگئی تھی لیکن وہ آخر تک بستر پہ دراز نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ باقاعدہ نماز ادا کرتی اور جو بھی اس سے گھر کا کام کاج ہوسکتا کرتی تھی۔ ایک دفعہ میری بڑی بھابی نے اس کی کمزور حالت دیکھکر کہا۔ "مریم تم بہت کمزور ہوتی چلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائے بچی مجھ دودھ زیادہ استعمال کیا کرو" مریم نے نہایت استغناء اور وقار کے ساتھ ہنس کر جواب دیا، "میں تو اچھی بھلی ہوں۔ دیکھو تو میں سب کام کاج کر لیتی ہوں"۔

پہلے اُس کی دو بچیاں فوت ہو چکی تھیں۔ اس کی طبیعت پر کافی اثر تھا۔ اور وہ کچھ دل برداشتہ سی رہتی تھی۔ آہ! اُن بچیوں کی محبت نے انہیں کھینچ لیا۔ اس دفعہ خدا تعالیٰ نے اُسے ایک خوبصورت لڑکا عطا کیا تھا لیکن اس خوشی کی خبر سننے سے پہلے ہی وہ اپنی منتظر بچیوں کے پاس جا پہنچی۔ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کی حالت نہایت مخدوش ہو گئی تھی۔ بہترین طبی امداد جو میسر آ سکتی تھی۔ بہم پہنچائی گئی لیکن کمزوری اپنا کام کر چکی تھی۔ نبضیں چھوٹنے لگیں۔ اور پیشتر اس کے کہ ہم اُسے چاند سے ٹکڑے والے بچے کی خوشخبری سناتے، اُس نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ ۲۱ اگست کے دن کا واقعہ ہے۔ بچہ کی پیدائش کے کوئی چار گھنٹہ بعد تک ہم اُسے موت کے پنجہ سے چھڑانے کی ہر قسم کی کوششیں کرتے میں مصروف رہے۔ لیکن آخر موت غالب آئی۔ اور اس نے ہم سے ہماری عزیز بہن اور پیاری بھابی چھین کر ہمیں ہمیشہ کے لئے سوگوار بنا دیا۔ اب اس کی ایک عزیز نشانی ہمارے پاس ہے۔ بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس ننھی سی جان کے لئے جو پیدا ہوتے ہی ماں کی مامتا سے محروم ہو گئی ہے۔ درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ خاص فضل سے اس کی حفاظت کے سامان مہیا کرے۔ اور اس کی پرورش، تعلیم و تربیت

غرض ہر مرحلہ زندگی کے بہتر بنانے میں ہماری مدد کرے اور جانے والی کو اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسارہ:۔

امۃ الرشید شوکت

(بقیہ صفحہ ۲۹) میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی نیز میری موجودہ آمد میں سے کوئی کمی یا زیادتی ہوئی۔ تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ میں کر دی جائے گی۔

الامۃ، طیبہ خاتون۔

گواہ شد: ابوالہاشم خان چوہدری۔

عبدالمغنی خان۔

نمبر ۱۰۸۵۰ ۔ میں نور آمنہ زوجہ عبدالحمید صاحب آصف عمر ۱۷ سال ساکن نواں کوٹ ڈاکخانہ فیض پور کلاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ جون ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے حق مہر بذمہ خاوند قابل ادا ۵۰۰/- روپیہ، کانٹے جوڑی ۹ ماشہ اور انگوٹھی ۳ ماشہ قیمتی ۱۱۲/- روپیہ۔ کل ۶۱۲/- روپے کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں نیز یہ عہد بھی کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ہو گی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہو گی

الامۃ: نور آمنہ اہلیہ عبدالحمید صاحب آصف

گواہ شد: عبدالحق شاکر برادر حقیقی موصیہ واقف زندگی

" عبدالحمید آصف خاوند موصیہ

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزم مصباح

(۱) بجواب بہن ایس۔ اے صاحبہ راولپنڈی عرض ہے کہ ناریل کے تیل میں مشک کافور ملا کر سر میں لگانے سے بال گرنے بند ہو جائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ

(۲) ستمبر کے مصباح میں بہن امۃ الرحمٰن صاحبہ ربوہ نے بال آخیر سے چر جانے کے علاج کے متعلق دریافت کیا تھا۔ سو عرض ہے۔ کہ:۔

بالوں کو آخیر سے ان کی دو دو نوکیں کاٹ دیجئے۔ بالوں کو اکثر دہی، باسی لسی سے دھویا کریں اور بالوں کی نوکوں کو بھی تیل لگایا کریں۔ نیز پراندہ ضرور استعمال کریں۔ یہ میرا آزمودہ نسخہ ہے۔

ایم۔ صادقہ مبیر۔ گوجرانوالہ

(۳) بہن انوری بیگم سرگودھا نے ماہ ستمبر کے مصباح میں اونی، ریشمی کپڑے سے چکنائی دور کرنے کا سہل طریقہ دریافت کیا تھا۔ سو عرض ہے کہ:۔

ایک اونس کھریا مٹی یا پانچ اونس حقہ کی کیٹ کو خوب باریک پیس کر دو اونس سپرٹ آف وائین میں ملا لیں۔ اور انگلی کے برابر ٹکیاں بنا کر خشک کر لیں۔ جب ضرورت ہو ویسے ہی ذرا بھگو کر چکنائی کے مقام پر لگائیں۔ پھر برش وغیرہ سے جھاڑ ڈالیں۔ اونی کپڑے کے دھبے تارپین میں امونیا ہم وزن ملا کر دھونے سے دور ہو جائیں گے۔

نصیرہ نزہت۔ ربوہ

(۱) کوئی بہن بذریعہ رسالہ مصباح عمدہ کیک بنانے کی ترکیب سے مع ٹھیک ٹھیک وزن مطلع فرما دیں۔

سارہ بیگم

(۲) میرے دانت ایک حد تک کمزور ہیں۔ اور ان میں خون بھی اکثر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ براہ مہربانی کوئی بہن بذریعہ مصباح اپنا آزمودہ اور آسان سا نسخہ تحریر فرما دیں۔ جس سے دانت مضبوط اور چمکیلے رہیں۔

ایس۔ اے۔ راولپنڈی۔

(۳) مجھے سوہن حلوے کی ترکیب درکار ہے۔ کوئی بہن بذریعہ مصباح مطلع فرماوے۔

ایک ضرورتمند

(۴) بچوں کے اونی سوٹ اور کوٹ سویٹر کے لئے مختلف قسم کی دو چار بنتیوں کی ضرورت ہے کیا کوئی بہن تکلیف گوارا فرما سکتی ہے؟

اے۔ آر۔ لاہور

نتیجہ امتحان

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ دلائل ہستی باریتعالیٰ وقرآن شریف۔

محمد آباد اسٹیٹ سندھ۔

ناصرہ سلطانہ ۹۸/۱۰۰، امۃ الکریم ۶۵/۱۰۰، طاہرہ ۵۷/۱۰۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید نسخے

۱۔ گوشت گلانا:۔ اگر گوشت سخت ہو۔ اور گلنے میں دیر لگے۔ تو تھوڑا سا خربوزہ کا چھلکا جو سوکھا ہوا ہو۔ پیس کر اس میں ڈال دیں۔ گوشت فوراً گل جائیگا۔

۲۔ مچھلی کا کانٹا گلانا:۔

مچھلی کے کانٹے گلانے مقصود ہوں۔ تو مچھلی کو اچھی طرح صاف کر کے الگ رکھیں۔ پھر نوشادر اور گندھک برابر پیس کر ایک چٹکی پھر اس کے کانٹوں پر لگا دیں۔ اس کے بعد پکالیں۔ کانٹے گل جائیں گے۔

۳۔ پھولوں کو مرجھانے سے بچانا:۔

تھوڑے پانی میں تھوڑا گوند ملا کر اچھی طرح حل کر لینا چاہیئے پھر اُن میں پھولوں کو غوطہ دیں۔ اس طرح سے پھول جلدی نہیں مرجھاتے۔

امۃ الرحمٰن۔ لاہور

۴۔ کپڑے سے کیچڑ کا داغ دُور کرنا

پانی میں قدرے کاربونیٹ اور سوڈا حل کر کے داغ پر لگائیں۔ پھر سادے پانی سے مل کر دھولیں۔

۵۔ بوتل صاف کرنا

آلو کے باریک ٹکڑے قدرے نمک ملا کر بوتل میں تھوڑا سا پانی ملا کر خوب ہلائیں۔

۶۔ جوتوں کو مضبوط کرنے کا مصالحہ

ارنڈی کا تیل دس تولہ، موم ایک تولہ، دونوں کو پکا کر ملا دو۔ نئے بوٹ یا جوتے کی سلائی میں برش سے لگا دیں بوٹ دیر تک خراب نہیں ہوگا۔ گرمی۔ دھوپ، پانی بھی اثر نہیں کرے گا۔

نصیرہ نزہت

المائدہ

خشخاش کی پوریاں

وزن آٹا آدھ سیر، خشخاش آدھ پاؤ، مرچ ۴ عدد پیاز ۲ ڈلی، ادرک آدھی چھٹانک

ترکیب:۔ خشخاش دھو کر مع پیاز مرچ، ادرک کے خوب مہین پیس لیجیئے۔ مگر گیلا بالکل نہ ہو۔ آٹا گوندھ کر چھوٹے چھوٹے پیڑے بنائیے۔ اور اس میں خشخاش بھر بھر کر بیلتی جائیے۔ اور گھی یا تیل میں تلتی جائیے۔ بہت مزیدار پوریاں ہوں گی۔

ناریل کے لڈو

وزن جاوتری ڈیڑھ ماشہ، دودھ دو سیر، مغز اخروٹ، چرونجی، چھوارے آدھ آدھ پاؤ، قند سفید تین پاؤ۔

ترکیب:۔ پہلے ناریل کو لیکر اس میں ایک تھوڑا ٹکڑا کاٹ کر دھاگے سے مضبوط باندھ دیں۔ پھر اس میں زعفران، جائفل جاوتری ڈال کر اُوپر ٹکڑا رکھ کر دھاگے سے مضبوط باندھ دیں۔ پھر ناریل کو دودھ میں مع مغز اخروٹ، چرونجی اور صاف کئے ہوئے چھوارے کے ڈال دیں۔ اور نرم آگ پر پکائیں جب تمام چیزیں گل جائیں۔ تو سب کو نکال کر کوٹ کر باریک کر لیں۔ اور باقی دودھ کا کھویا بنا لیں۔ بعدہٗ یہ سب چیزیں پاؤ بھر گھی میں ڈال کر بھون لیں۔ پھر قند کا گاڑھا قوام بنا کر اس میں ملا کر لڈو بنا لیں۔ یہ لڈو موسم سرما میں صبح کے وقت کھانے سے دماغ کو قوت دیتے ہیں۔ والسلام

سلیم اختر اہلیہ عبدالرحیم ربوہ بلاک (ب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

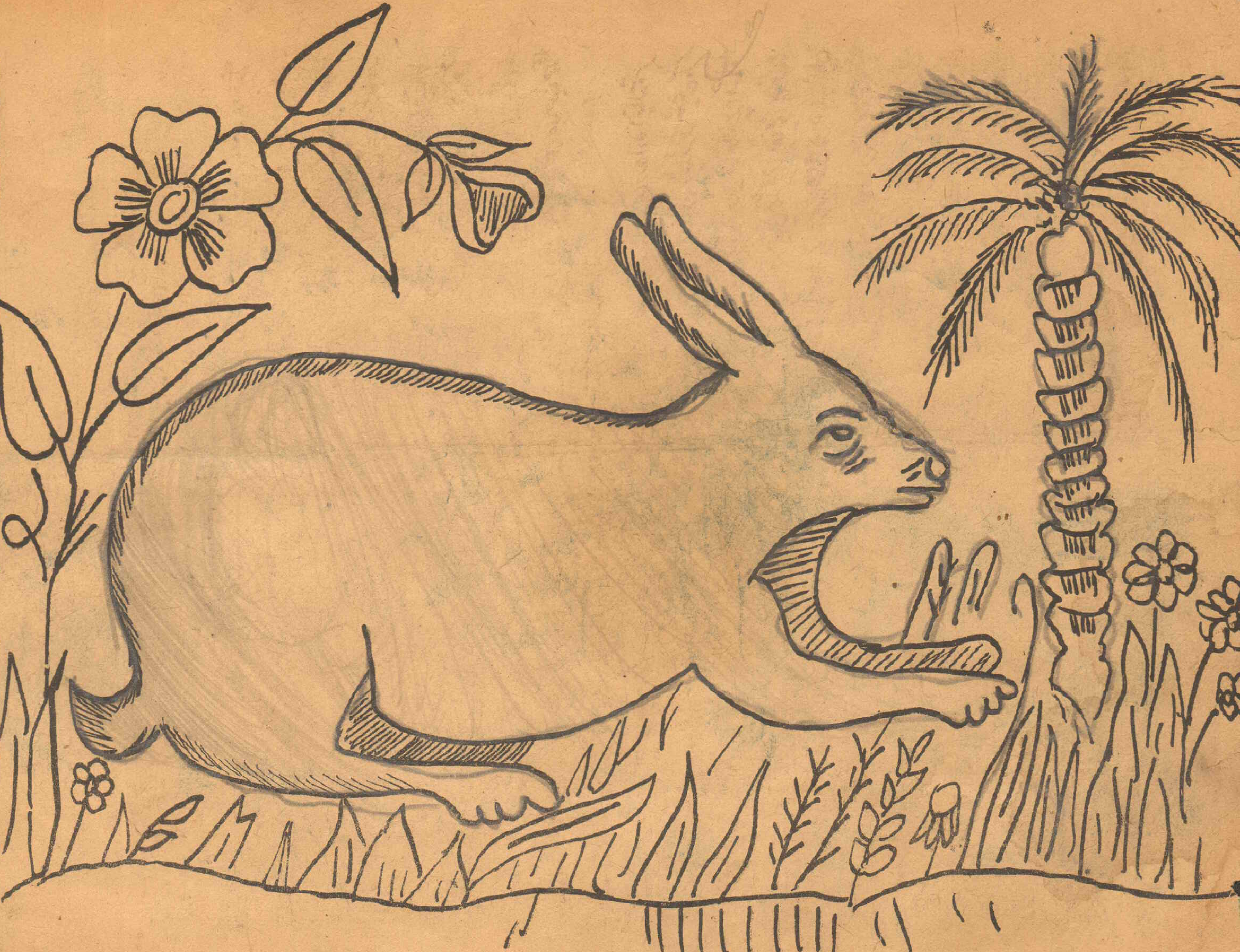

بہن امۃ الرحمٰن صاحبہ ربوہ .... خرگوش حاضر ہے - ایم - صادقہ میر